

Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: www.1001Fun.com

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com

www.PakStudy.com

www.UrduArticles.com

www.UrduCL.com

www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

www.1001Fun.com

چار لکیریں

از

ابن صفی

Released on 2008

Page 3

کیونکہ وہ بھی فیاض کو جانتی تھی۔ فیاض کو بھی طوعاً و کرہاً خون کے گھونٹ پی کر اس سے مصافحہ کرنا ہی پڑا۔

مگر یار۔۔۔۔ بڑے بے مروت ہو۔ خان دلاور نے کہا۔ چپکے چپکے شادی کر لی، کم از کم اطلاع تو دیتے مدعو نہ کرتے کوئی بات نہ تھی۔

کیا بتاؤ ڈیر، یہ شادی بہت جلدی میں ہوئی ہے۔ شادی سے دو گھنٹے پہلے بھی مجھے نہیں معلوم تھا کہ شادی ہو جائے گی۔ سو پر فیاض جانتے ہیں۔

خیر۔۔۔۔ چلو۔۔۔ تم ہمیشہ کے بہانے ساز ہو، اچھی طرح نیپوں کا تم سے۔ مدعوئین کے لیے پہلے ہی سے کمرے درست کر دیئے گئے تھے۔ شادی شدہ جوڑوں کے لیے کمرے مخصوص تھے۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے عمرنا کو بلیئر ڈروم میں تنہا جا پکڑا۔ اسے اس طوائف کی وجہ سے پریشانی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ نہ جانے کتنوں کی پگڑیاں اچھلیں گی اس سلسلے میں۔۔۔۔۔۔

اسے تم کیوں لائے ہو؟۔ فیاض نے اس کا بازو جھنجھوڑ کر کہا۔
عمرنا ہکا بکارہ گیا۔ اس انداز میں بلا کی معصومیت تھی۔ کچھ دیر تک وہ کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ یار فیاض۔۔۔۔ اب تم مجھے خودکشی پر مجبور کرو گے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سر پھوڑ لوں۔ محض تمہاری وجہ سے کھڑے کھڑے شادی کرنی پڑی۔ نہ سہرا نہ

رور ہے تھے۔ بمشکل تمام انہیں اپنا پتہ یاد آیا تھا لیکن پھر بھی شبہ تھا کہ ہو سکتا ہے پتا انہیں غلط یاد آیا ہو۔ میں نے اپنا سر پیٹ لیا۔ لڑکی اس سے اتنی متاثر ہوئی تھی کہ اکثر اس کی خیریت پوچھنے گھر جاتی رہتی تھی۔۔۔۔ اسے خود عورتوں میں دلچسپی تھی نہیں۔۔۔۔ یاروں کے مزے تھے۔۔۔۔ کیا آدمی ہے۔۔۔۔

فیاض نے عمران کے لیے بھی دعوت نامہ بھجوادیا اور لفافے پر تفریحاً مسٹر اینڈ مسز علی عمران لکھوادیا۔ اور اب اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔

عمران اس طوائف کے بازو میں ہاتھ ڈالے کھڑا گاڑی سے اپنا سامان اتار رہا تھا۔ خان دلاور نے اس کا استقبال کیا۔

ہیلو۔۔۔۔۔ عمران پر جوش انداز میں اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ بہت بدل گئے ہو یار۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ ان سے ملو۔۔۔۔۔ مسز عمران۔۔۔۔۔ اور ڈارلنگ۔۔۔۔۔ یہ ہیں دان خلاور۔۔۔۔۔ میرے بہت ہی پرانے دوست۔

خان دلاور نے طوائف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ آپ تو عاجز ہوں گی اس سے۔۔۔۔۔ اب دیکھئے اس نے میرا نام ہی الٹ دیا۔ میں خان دلاور ہوں۔

ہو ہو، سو پر فیاض۔ عمران دانت پر دانت جما کر چیخا۔ تم بھی ہو۔۔۔۔۔ بیگم سے ملو۔۔۔۔۔ ڈارلنگ یہ ہیں سو پر فیاض۔

طوائف نے اس کی طرف بھی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا

تم ہی بتاؤ سو پر فیاض پھر میں کیا کرتا؟۔

فیاض دانت پیتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کہے حماقت اسی سے سرز ہوئی تھی۔

دیکھو، عمران اگر اس طوائف کی وجہ سے یہاں کوئی بے ہودگی پھیلی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ اس نے کہا۔

سو پر فیاض۔ بے ہودگی اسی صورت میں پھیل سکتی ہے۔ جب تم لوگوں کو بتاتے پھر کہ وہ شہر کی ایک سڑی طوائف ہے۔

ہو سکتا ہے کچھ لوگ اسے جانتے بھی ہو؟۔

اس کی فکر نہ کرو۔ آج کل میں سماج سدھار کے لیے بھی کام کر رہا ہوں۔ اس وقت بات اس سے آگے نہیں بڑھی تھی۔



عمران کمرے میں آیا۔ طوائف دونوں ہاتھوں سے سر تھامے فرش پر اکڑوں بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران کو دیکھتے ہی پھٹ پڑی۔
یہ آپ نے کہاں لا پھنسا یا جناب؟۔

مقتع، نہ دولہا، نہ بارات، دل کے ارمان دل ہی میں رہے۔۔۔ اب تم کہہ رہے ہو، اسے کیوں لائے ہو۔

میں اسے جانتا ہوں۔ وہ ایک سڑی ہوئی طوائف ہے۔

اچھا جی۔ عمران نے آنکھیں نکالیں چند لمحے دانت پیتا رہا اور پھر بولا۔ اتنی جلدی میں کوہ قاف کی پری کہاں سے بیاہ لاتا۔۔۔ اب مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ تمہارا دعوت نامہ ملتے ہی میں نے کوشش کی تھی کہ خان بہادر بلبل بخش کی صاحبزادی سے شادی ہو جائے مگر انہوں نے دھکے دلو کر اپنی کمپاؤنڈ سے باہر نکلوا دیا۔ پھر میں کیا کرتا۔

بے حیائی لا کر ڈیڈی کے پاس بھی گیا تھا۔ وہ میری خواہش سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ پھر شاید ان پر خوشی بھی ہوئی تھی۔ لیکن کھڑے گھاٹ وہ بھی میری شادی نہ کرا سکے۔ میں نے دعوت نامہ نکال کر دکھایا کہنے لگے غلطی سے مسٹر اینڈ مسز لکھ دیا گیا ہوگا۔ میں نے کہا کچھ ہو تنہا نہیں جاؤں گا۔ پھر میں نے انہیں یاد دلایا کہ ایک بار ان کے ایک دوست نے انہیں ہرن کے شکار کے لیے دعوت نامہ بھیجا تھا۔ جس پر تحریر تھا۔

مسٹر رحمان مع بندوق۔

ان دونوں ان کی بندوق مرمت کے لیے گئی ہوئی تھی لیکن وہ خالی ہاتھ نہیں گئے تھے۔ انگلی کی بندوق مانگ لی تھی۔ پھر میں اکیلے کیسے جاسکتا ہوں اس پر وہ بہت خفا ہوئے اور مجھے بیوی اور بندوق کا فرق سمجھانے کی کوشش کرنے لگے۔ میرے پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔۔۔ اب

جی۔

کچھ نہیں۔ عمران آنکھیں کھول کر بولا۔ ہمیں اپنی ریاست یاد آگئی تھی۔

مگر نواب صاحب۔ یہاں کا سارا کارخانہ انگریزی معلوم ہوتا ہے۔ میں کیسے کیا کروں گی؟

س کی پرواہ مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

اتنے میں دوپہر کے کھانے کا گانگ بجا۔۔۔ اور عمران نے اس سے کہا۔ جلدی سے

تیار ہو جاؤ۔ اب ہم دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔

ڈائٹنگ ہال میں ستائیس آدمیوں کے لیے میزیں لگائی گئی تھیں۔ تیرہ عورتیں اور تیرہ مرد

۔۔۔ خان دلاور کا جوڑا یوں پورا ہوا تھا کہ اس کی ایک دوست لیڈی ڈاکٹر جبین بھی یہاں

موجود تھی۔ اسکا پورا نام مہ جبین تھا۔ لیکن وہ صرف ڈاکٹر جبین کہلاتی تھی۔ عمر تیس سال سے

زیادہ نہیں تھی۔۔۔۔۔ خاصی دلکش عورت تھی۔ کچھ تھوڑی بہت شاعری بھی لڑ لیتی تھی۔ اور اکثر

بڑے فخریہ انداز میں کہا کرتی تھی کہ اسکا سلسلہ نوابین اودھ تک جا پہنچتا ہے۔

ستائیسواں اداس آدمی کیپٹن فیاض تھا۔۔۔۔۔ لنڈورا۔۔۔۔۔ بے جوڑ۔ اس کی بیوی

پردے میں نہیں رہتی تھی لیکن اتنی آزاد خیال بھی نہیں تھی کہ اس قسم کی دعوتوں میں فیاض کے

ساتھ حصہ لیتی۔۔۔۔۔ ویسے فیاض خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایسے مواقع پر بھی اس کی چھاتی پر

سوار رہا کرے۔

ارے۔۔۔۔۔ تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔ کیا یہاں خوش نہیں ہو۔ اگر ہماری بیگم محترمہ ہمیں بتائے بغیر چپکے سے مرنے لگی ہوتیں تو ہم تمہیں کیوں ساتھ لاتے۔۔۔۔۔ تنہا تو نہیں آسکتے تھے کیونکہ دعوت نامہ تم دیکھ ہی چکی ہو، ایسی دعوتوں میں بیوی بہت ضروری ہوتی ہے اگر نہ ہو تو احباب کے چہروں پر پھٹکار برسنے لگتی ہے تمہیں آخر فکر کس بات کی ہے۔ کھاوپو عیش کرو۔۔۔۔۔ اور ہاں۔۔۔۔۔ یہاں نہایت نفیس قسم کی اسکاچ۔۔۔۔۔ اور پرتگالی شراب پانی کی طرح بہے گی۔

طوائف اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی پھر بولی۔ کہاں ہے، مجھے ابھی تک تو نہیں ملی۔

ملے گے۔۔۔۔۔ ملے گی۔

مگر یہاں جو پولیس آفیسر ہے۔ مجھے بہت گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس سے ڈر لگتا ہے۔ ارے وہ تو اپنا یار ہے۔ تم خواہ مخواہ مری جا رہی ہو۔ اور دیکھو اٹھو اور کرسی پر بیٹھ جاؤ، اس طرح فرش پر اکڑوں بیٹھنے سے زکام ہو جاتا ہے۔

مجھے پہلے کبھی اکڑوں بیٹھنے سے زکام نہیں ہوا۔

نیچے قالین ہے نا، کشمیری قالین، آج کل سارا کشمیر برف سے ڈھکا ہوا ہوگا۔

ہٹئے، آپ تو مذاح کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے بڑے پوٹھرا انداز میں لچک کر کہا۔

اور عمران آنکھیں بند کر کے بڑبڑایا۔ یا مرشد۔

عمران نے اس کی بھی پروا نہیں کی۔۔۔۔ ڈاکٹر جبین کے چہرے پر ندامت کے آثار صاف دیکھے جاسکتے تھے۔

دفعتا اس نے طوائف سے کہا۔ آپ نے ہاتھ کیوں روک لیے؟۔

جی۔۔۔۔۔ بس کھا چکی۔۔۔۔۔ طوائف نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

کھاو کھاو۔۔۔۔۔ عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔ اسی لیے ہم کہا کرتے تھے۔ بیگم کہ پردے کی بو بوبنی رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اب تم خود ہی دیکھو کہ تمہیں کیسی دشواریاں پیش آرہی ہیں۔

جی میں۔۔۔۔۔ کھا چکی ہوں۔۔۔۔۔ الا قسم۔

خیر خیر۔ عمر ناسر ہلا کر بولا۔ اب تم رات کا کھانا اپنے کمرے ہی میں کھاؤ گی۔

ارے ایسا بھی کیا؟۔ ڈاکٹر جمین بول پڑی۔

پھر بتائیے ہم کیا کریں۔۔۔۔۔؟ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

یہ اجنبیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتیں اگر زبردستی کھانا ہی پڑے تو بوکھلاہٹ میں پلیٹیں تک چبا سکتیں ہیں۔

جی۔۔۔۔۔واہ۔۔۔۔۔بڑے آئے کہیں کے۔ طوائف منمنائی۔

آپ زیادتی کر رہے ہیں جناب۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر جمین نے کہا۔ ایسا بھی کیا؟۔

اتفاق سے ڈکٹر جبین اور عمران کو ایک ساتھ ہی جگہ ملی۔ طوائف بھی اسی میز پر تھی۔ لیکن کیپٹن فیاض شاید اس وقت عمران سے دور ہی رہنا چاہتا تھا۔

عمران نے بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔ کھانے کے دوران میں طوائف سے بار بار غلطیاں سرزد ہوئیں ایک بار تو اس نے دانتوں میں پھنسا ہوا ریشہ فورک سے نکالنے کی کوشش کی تھی۔

ڈاکٹر جبین کبھی متحیرانہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی اور کبھی طوائف کی طرف۔
عمران کے چہرے پر تو حماقت کے جلوے برس ہی رہے تھے۔

طوائف کو چمچے سے سوپ پینا گراں گزر رہا تھا اس لیے اس نے اسے خالی گلاس میں الٹ دیا۔

ہائیں۔۔۔۔۔ یہ کیا؟۔ دفعتاً عمران نے آنکھیں نکال کر کہا۔

گھر پر بھی تو میں ایسے ہی پیتی ہوں۔ طوائف منمنائی۔

گھر پر تو ہم بھی لوٹے کی ٹوٹنی سے سوپ پیتے ہیں۔ عمران نے سمجھانے کے سے انداز میں کہا۔ مگر بیگم۔۔۔۔ یہ دعوت ہے۔۔۔۔ ہم گھر سے باہر ہے۔ خاندانی وقار کا خیال رکھو۔

جی بہت۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ وہ سعادت مندانہ انداز میں ممننائی اور سوپ کو پھر

پلیٹ میں انڈیل دیا۔ ڈاکٹر جبین کو ہنسی آ گئی۔ لیکن عمران بے تکلفانہ انداز میں نوالے چباتا رہا۔۔۔۔۔ طوائف کو شاید اسکی ہنسی گراں گزری تھی۔ لہذا وہ ہاتھ روک کر بیٹھ گئی۔

حال ہے؟۔

ارے۔۔۔۔۔ وہ تو بڑے اللہ والوں کی باتیں کر رہا ہے۔ محرم اور نامحرم کے قصے چھیڑ رکھے ہیں۔ کہتا ہے کہ عورتوں کو کلا بیاں اور ٹخنوں تک اپنا جسم ڈھنکنا چاہئے۔ اور پتہ نہیں کیا کیا بک رہا ہے۔ ادھر بیگم ہیں کہ اسکاچ میں سوڈا ملانے کی زحمت گوارا نہیں فرماتیں۔ وہ نہیں پی رہا؟۔ خان دلاور نے پوچھا۔

ارے وہ تو شراب کے نام پر کان پکڑتا ہے اور منہ پیٹتا ہے۔ بڑے بڑے ولیوں اور رسولوں کے حوالے سے شراب خانہ خراب ثابت کرتا ہے۔ میں نے تو کہا تھا چل کر بیگم صاحبہ کو سنبھالے۔۔۔۔۔ کہنے لگا وہ فری تھنکر ہیں۔ اس لیے ان کے معاملات میں دخل نہیں دیا جا سکتا۔

فیاض اور خان دلاور دونوں ہنس پڑے۔۔۔۔۔ اور پھر فیاض نے کہا۔
ارے جناب یہ جوڑا تو آپ ہی لوگوں کی دلچسپی کے لیے پکڑوایا گیا ہے۔
آخر یہ لوگ ہیں کون؟۔

دوست ہیں بھئی۔ خان دلاور نے کہا۔ تم آخر بور کیوں ہو رہی ہو؟۔
بور نہیں ہوتی بلکہ غصہ آتا ہے۔ کوئی تک بھی ہے آخر۔ اسی جگہ بیگم صاحبہ بیٹھی بلا نوشی فرما رہی ہیں اور اسی جگہ آپ اللہ میاں کے ریڈیو اسٹیشن سے پیغامات نشر فرما رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بس کل ہی قیامت آجائے گی۔ ساری خواتین بے حد بور ہو رہی ہیں۔

میں شریک ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اسے اس طرح سب کے سامنے شرمندہ نہ کرنا چاہئے۔ وہ تو یہ بھی کہہ رہی تھی کہ آپ نے کس گھامڑا آدمی کو بلا لیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ ایسے اوٹ پٹانگ دوست رکھتے ہوں گے۔ مگر میں نے ہنس کر ٹال دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اس عمران میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوئی، جیسا آج سے دس سال پہلے تھا ویسا ہی آج بھی ہے۔

اور نہ اب کسی تبدیلی کا امکان ہے۔ فیاض نے کہا۔
اس سے زیادہ چالاک آدمی بھی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔ خان دلاور نے کہا۔

اچانک ڈاکٹر جبین ان کی میز پر آگئی اور بیٹھتے ہی بولی۔ بھئی خان صاحب یہ جوڑا مجھے دردمس میں مبتلا کر دے گا۔
کونسا جوڑا؟۔

وہی گھامڑا۔۔۔۔۔۔۔ جوڑا۔۔۔۔۔۔۔
کیوں اب کیا۔۔۔۔۔۔۔ ہوا۔۔۔۔۔۔۔؟۔

وہ اسے پردے کی بو بو کہہ رہا تھا۔ مگر اس نے پینے کے معاملے میں بہتیرے مردوں کی ناکس اڑادی ہیں۔ عورتیں بیچاریاں کہاں ٹھہر سکیں گی۔
فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ لیکن خان دلاور نے ہنس کر پوچھا۔ اس گھامڑا کا کیا

Released on 2008

Page 10

کیا بات ہے۔۔۔۔۔ سوپر۔۔۔؟ عمران نے کہا اور طوائف کی طرف دیکھنے لگا
جواب بھی دروازے پر اس کا راستہ روکے کھڑی تھی۔ عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر
اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا۔ وہی تھانیدار ہے۔

ارے میرے مولا۔۔۔۔۔ طوائف کا نشہ ہرن ہوتا معلوم ہونے لگا۔
جاو۔۔۔۔۔ جلدی۔ عمران نے اشارے سے اسے بتایا کہ وہ مسہری کے نیچے گھس
جائے۔ طوائف نے بغیر حیل و حجت اس کے مشورے پر عمل کیا۔۔۔۔۔ اور مسہری
کے نیچے اس طرے سر ڈال کر جا پڑی جیسے دم ہی نکل گیا ہو، عمران دروازہ کھول کر باہر آیا اور پھر
اسے مقفل کر کے فیاض سے پوچھا۔ کیا بات ہے؟۔

چلو۔۔۔۔۔ فیاض اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسٹتا ہوا بولا۔۔۔۔۔ چنگیزی مرگیا۔
کون چنگیزی؟۔

عمران نے اپنی جگہ سے ہلے بغیر پوچھا۔
ارے وہ بھی مہمان تھا۔ ایک دولت مند آدمی لوہے کی کئی کانوں کا مالک۔
فیاض نے پھر اس کا ہاتھ کھینچا۔
اوہو کیسے مرگیا۔ اور میری کیا ضرورت ہے۔ کیا تمہیں کفن دفن کرنا نہیں آتا؟۔
عمران، مذاق کسی دوسرے وقت پر اٹھا رکھو۔ جلدی کرواگر۔۔
دیکھو، سوپر۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے اچانک جائے واردات پر لیجا کر غلطی کر رہے

عمران کمرے کے وسط میں کھڑا سر کجھا رہا تھا اور اس کے دیدے تیزی سے گردش کر
رہے تھے۔

نائیں۔۔۔۔۔ جانے۔۔۔۔۔ دوں۔۔۔۔۔ گی۔۔۔۔۔ وہ الفاظ
کھینچ کر بولی۔

تم۔۔۔۔۔ میرے۔۔۔۔۔ گڈے ہو۔۔۔۔۔ میرے ڈھپالنگ
ہو۔۔۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ ڈھپالنگ کیا ہوتا ہے۔ کبڈی بائی۔۔۔۔۔؟ عمران نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

تو م۔۔۔۔۔ بھی تو۔۔۔۔۔ کہتے ہو۔۔۔۔۔ مجھے
ڈھپالنگ۔۔۔۔۔

ہائے۔۔۔۔۔ عمران دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر کراہا، وہ ڈارلنگ ہے کبڈی بائی۔
کچھ بھی ہو۔۔۔۔۔ نائیں۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ نائیں
۔۔۔۔۔ جانے۔۔۔۔۔ دوں گی، گڈے بالم۔

گڈے بالم۔۔۔۔۔ عمران نے اس طرح سینے پر ہاتھ رکھ کر ہونٹ سکڑے جیسے لوہے کا
بہت بڑا گولا حلق سے نیچے اتار گیا ہو۔ دفعتاً کوئی زور زور سے دروازہ پٹینے لگا اور کیپٹن فیاض کی
آواز آئی۔ عمران۔۔۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔۔۔ جلدی کرو۔

عمران نے غور کیا اب ہال سے آرکسٹر کی آواز نہیں آرہی تھی۔ پوری عمارت پر سکوت طاری تھا۔

فیاض نے کمرے کا دروازہ کھول کر آہستہ سے کہا۔ اے۔۔۔۔۔ کبڈی بائی۔۔۔۔۔

خیر۔۔۔۔۔خیر۔۔۔۔۔فیاض مضطربانہ انداز میں بولا۔ وہ ہماری آنکھ کے سامنے ختم ہوا ہے اچانک۔ بچا و بچا و چیختا ہوا ہال میں داخل ہوا تھا پھر لڑکھڑا کر گر پڑا تھا۔ لیکن دوبارہ نہیں اٹھ سکا وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

عمران کو یاد آیا کہ کمرے میں آتے وقت اس نے چپخیں سنی تھیں۔

کیا اسے گولی مار دی گئی ہے؟۔ اس نے پوچھا۔

نہیں۔

منہ خبر؟۔

[illegible]

ہاہا۔ عمران بے اعتباری سے ہنسا اور پھر بولا۔ ایک کا پی میرے لیے بھی خرید لینا۔

کیا مطلب؟۔

کسی جانسوسی ناول کا اشتہار ہو شاید۔

میرا خیال ہے کہ ہم وقت برباد کریں گے۔ عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ میں ان لکیروں کو دیکھ رہا ہوں۔

کیا ہے۔۔۔۔۔ ان لکھروں میں۔۔۔۔۔؟

چوتھی لکیر کہاں ہے سو پر فیاض؟۔

تم اب لکیر کے پیچھے پڑ جاؤ گے۔۔۔۔۔۔ فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

اس کی شروعات تو مرنے والے ہی نے کی تھی۔

تلاش کرونا، میں ذرا اس کا سامان دیکھوں گا۔

اس سے بہتر یہ ہوگا سو پر فیاض کہ مسسز چنگیزی سے دو باتیں کر لی جائیں۔

وہ ہوش میں کہاں ہے؟۔

کوشش تو ہونی ہی چاہئے کہ وہ ہوش میں آجائے کیونکہ وہ ہمیں بہتری کام کی باتیں بتائے گی۔

تو پھر یہ کمرہ بند کر دیا جائے؟۔

فی الحال میرا یہی مشورہ ہے۔

چلو۔۔۔۔۔ اسے بھی دیکھ لیں۔

مگر اب میں سوچ رہا ہوں کہ خود مجھے بھی کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔

تمہیں کس نے روکا ہے؟۔

بھئی مجھے تو چکر سے آ رہے ہیں۔

بس پھر تم جا کر آرام کرو۔

[illegible]

بولی۔

آرام کیا کروں گا۔۔۔۔۔ چنگیزی کو وہاں سے اٹھاؤں۔

ہرگز نہیں، میں نے ابھی ریلوے اسٹیشن سے ایک تار بھجوا دیا ہے۔ میرے محکمے سے

ایکسپرٹ آئیں گے جب تک وہ جایزہ نہ لیں لاش جوں کی توں پڑی رہے گی۔

یہ اور بھی مصیبت ہے۔ کیسے آج ستارے گردش میں آئے ہیں۔

میں کہتا ہوں تم بالکل فکر نہ کرو۔ جاؤ آرام کرو۔ بس اس کی تاکید کر دو کہ نہ کوئی لاش کے

قرب آئے اور نہ اسے ہاتھ لگائے۔۔۔۔۔۔ مسز چنگیزی کے لیے بھی کسی دوسرے

کمرے کا انتظام کر دوا سے تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔

اچھی بات ہے۔ خان دلاور نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ جب

قدموں کی آوازیں آنی بند ہو گئیں تو فیاض نے عمران سے کہا۔ اب کیا خیال ہے؟۔

جہاں تک اس کی موت کا تعلق ہے اس پر میں ابھی اظہار خیال نہیں کر سکتا اس کے لیے

پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا انتظار ہی بہتر ہوگا۔

کیا خیال ہے۔ یہاں سامان کی تلاشی لی جائے؟۔

ٹریٹ کرتی رہی ہے جیسے اس سے قریب ہونا چاہتی ہو۔
کیا قصہ ہے؟

کچھ نہیں، بس معلوم کرو اس سے۔

فیاض کچھ نہ بولا۔۔۔۔۔ مسسز چنگیزی ہال سے چلی گئی۔ ڈاکٹر مہ جبین بھی اس کے ساتھ ہی گئی تھی۔ فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ بھی اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے گزر کر مسسز چنگیزی ہال سے باہر گئی تھی۔

عمران ایک گوشے میں ٹھہر گیا۔ مگر وہ لاش سے کافی فاصلہ پر تھا۔ ہال میں کچھ لوگ اور بھی تھے جو دو دو تین تین ٹولیوں میں ادھر ادھر کھڑے گفتگو کر رہے تھے۔

عمران کے قریب والے تین آدمیوں میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ وہ کل ہی سے کچھ پریشان سا نظر آ رہا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا بھی تھا مگر اس نے نہیں بتایا۔۔۔۔۔ پچھلی شام تم نے دیکھا ہوگا کہ اس کے گلے میں دور بین لٹک رہی تھی۔ اور اس نے تاریکی پھیلنے تک اپنا سا راقہ چھت پر گزارا تھا۔ میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ مسسز چنگیزی نہیں تھی۔ وہ دور بین لگائے چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی چیز کی تلاش ہو۔ اس نے ایک بار مجھے بھی دور بین دے کر کہا تھا۔۔۔۔۔ ذرا دیکھنا اس درخت پر کچھ نظر آ رہا ہے۔۔۔۔۔ میں نے دور بین لے کر دیکھا۔۔۔۔۔ کچھ تو تھا درخت پر مگر صاف نہیں نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر اچانک ایک گدھ اسی درخت سے اڑا تھا اور اس نے کہا تھا لا حول ولاقویہ تو گدھ

وہ ڈاکٹر سنجین تو پیچھے پڑ جاتی ہے۔۔۔۔۔ ایک لفظ نکلا میری زبان سے اور وہ کاٹنے دوڑی ہے۔

خود ہی عقل آ جائے گی اسے۔۔۔۔۔ تم خواہ مخواہ فکر کرتے ہو۔۔۔۔۔ فیاض مسکرایا۔
ہاں ٹھہرو۔ مجھے یہاں مدعو کرنے کی تجویز کس نے پیش کی تھی؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

میں نے۔۔۔ تم اس میں کسی سازش کے امکانات نہ تلاش کرو۔۔۔۔۔ میں نے اسے یاد دلایا تھا کہ تم بھی اس کے دوستوں میں سے ہو۔

بہت بہت شکریہ سو پر فیاض۔ عمران خوش ہو کر بولا۔
تو چل رہے ہو۔ یہاں سے؟

چلو۔ عمران کمرے سے نکل آیا۔

وہ کمرہ مقفل کر کے ہال میں آئے تو مسسز چنگیزی کو ہوش آچکا تھا لیکن ابھی حالت نہیں سنبھلی تھی اور کچھ لوگ اسے وہاں سے ہٹا کر غالباً کسی کمرے میں لے جا رہے تھے۔
ٹھہرو۔۔۔۔۔ عمران نے فیاض کو روک کر کہا۔ تم اس ڈاکٹر چھو چھو سے کئی طرح کی معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ کیونکہ اسے ہر ایک کو سونگھتے پھرنے کی عادت ہے۔

مثلاً۔۔۔؟

کیا یہاں کوئی عورت چنگیزی سے بہت زیادہ قریب رہی ہے یا اسے اس انداز میں

آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔
جاو یا ربورنہ کرو۔ تیسرا آدمی بولا جواب بھی تک خاموش رہا تھا۔
خدا غارت کرے۔ عمران دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔ یہ سبھی میری توہین کرنے پر تل گئے ہیں۔

وہ جانتا تھا کہ اب شاید ہی رات کے کھانے کا تذکرہ بھی آئے۔۔۔ اس لیے اس نے نہایت اطمینان سے باورچی خانے کا رخ کیا جہاں تک پہنچنے کے لیے پورچ سے تقریباً آدھے فرلانگ کا فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ باورچیوں نے اسے وہاں دیکھ کر ہاتھ روک لیے اور اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔ حادثے کی اطلاع انہیں مل چکی تھی۔ لیکن وہ پھر بھی اپنے کام میں مصروف تھے۔ ویسے انہیں یقین ہو رہا ہوگا کہ اس وقت میز نہیں لگائی جائے گی بلکہ اکا دکا لوگ موقع پا کر باورچی خانے ہی کا رخ کرتے رہیں گے۔ بیرے نے ایک چھوٹی میز کھڑکی کے قریب کھسکا دی اور اس کے قریب کرسی رکھتا ہوا بولا۔ تشریف رکھئے جناب۔

عمران چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اس وقت وہ مغموم نظر آ رہا تھا۔ چہرے پر حماقت کے آثار اگر تھوڑے بہت تھے بھی تو ان پر غمزگی کی تہیں چڑھ گئی تھیں۔

کیا حاضر کروں جناب؟۔ بیرے نے ادب سے پوچھا۔
اوہ۔۔۔ کچھ نہیں۔ صرف کافی اور چند سلائس، اف فوہ۔ ایسے کسی خوفناک حادثے کے بعد بھوک کہاں لگتی ہے۔ غالباً تم لوگوں کو تو علم ہی ہو چکا ہوگا؟۔

تھا۔۔۔۔ میں نے پوچھا کوئی خاص چیز کی تلاش ہے اس پر وہ چونک پڑا تھا۔۔۔۔ کیا بتاؤں کچھ عجیب تھا چونکنے کا انداز۔۔۔۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ اس کے بعد وہ زبردستی مسکرایا تھا اور کہا تھا۔ نہیں تو۔۔۔ بس مجھے دور بین سے افق میں دیکھنے کا خطبہ ہے۔

آج بھی وہ بے حد پریشان نظر آ رہا تھا۔ دوسرا بولا۔
آج تو وہ بے حد خوش تھے آپ قطعی غلط کہہ رہے ہیں۔ عمران دخل دے بیٹھا۔ وہ سب یک بیک اس کی طرف مڑے اور ان کے منہ بگڑ گئے۔

آپ مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔ ایک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ آپ چنگیزی کو کیا جانیں۔ میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو یہاں پہلے پہل دیکھا ہے؟۔

لیکن۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟۔ عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ ہنستے ہوئے آدمی کو خوش کہیں گے اور بسورتے ہوئے آدمی کو مغموم۔ میں نے انہیں کئی بار ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔

کیوں وقت برباد کر رہے ہو۔ دوسرے آدمی نے اس سے کہا جو عمران سے بحث کرنے پر آمادہ نظر آ رہا تھا۔

آپ کا کیا بگڑتا ہے جناب، آپ اپنا وقت سنبھالے رکھئے۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ میں آپ سے تو گفتگو نہیں کر رہا۔

آپ اپنی چونچ بند رکھیں تو بہتر ہے۔ اس آدمی نے آنکھیں نکال کر کہا۔

اس کی آنکھیں بالکل خشک ہیں اور آواز میں غم کا شائبہ تک نہیں ہے۔ لہذا ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس کی ذہنی حالت قابل اطمینان نہیں ہے؟۔ اور ڈاکٹر صاحب، میں گفتگو سننا چاہتا ہوں۔ اس کے دل پر کیا گزری ہے اس سے تمہیں کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔ اتنے حیوان نہ بنو۔

اب تم معلم الاخلاق بھی بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ یہ بہت بری بات ہے سو پر فیاض۔ فیاض نے بہت برا سامنہ بنایا پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ اس کا بیان ہے کہ وہ دونوں چھ بجے کمرے سے نکل آئے تھے اس کے بعد اسے نہیں معلوم کہ چنگیزی کب اور کس لیے دوبارہ کمرے میں گیا تھا۔ چھ بجے جب وہ کمرے سے نکلے تھے اس وقت دیواریں بالکل صاف تھیں۔ اور انہوں نے اس کمرے میں قیام کرنے کے بعد سے آج 6 بجے تک کسی دیوار پر نگین لکیریں نہیں دیکھی تھیں۔ کسی عورت کے بارے میں پوچھا تھا؟۔

ہاں لیکن وہ اس کے متعلق کچھ نہیں بتا سکی۔ اتنا ضرور کہا تھا کہ چنگیزی کے تعلقات دوسری عورتوں سے کبھی نہیں رہے۔۔۔ اور نہ اس نے ان دنوں میں کوئی ایسی بات مارک کی تھی جس سے یہاں ایسی کسی عورت کی موجودگی کا شبہ ہوتا۔۔۔۔۔ مگر تم آخر کسی عورت کا تذکرہ کیوں کر بیٹھے تھے؟۔

جی ہاں۔ جناب۔ خدا ہمارے مالک کو محفوظ رکھے۔ اچھی خاصی محفل ویران ہوگئی۔ جی جناب۔

مسٹر چنگیزی بڑے اچھے آدمی تھے۔ غالباً پچھلے سال بھی وہ یہاں ضرور آئے ہوں گے؟۔

نہیں جناب میں نے اس سے پہلے انہیں یہاں کبھی نہیں دیکھا۔ میرے نے کہا اور دوسروں کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے اپنے بیان کی تائید یا تردید چاہتا ہو۔ کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران نے ایک طویل سانس لی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے چہرے کے مسامات میں گھسے جارہے تھے۔

وہ بڑی دیر تک ان سے گفتگو کرتا رہا لیکن کوئی کام کی بات نہ معلوم ہو سکی۔ پھر وہ عمارت میں واپس آ گیا۔ یہاں کیپٹن فیاض اس کا منتظر تھا۔

اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ کیا تم اس سے گفتگو کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے؟۔ عمران نے پوچھا۔ میں نے اس سے کافی دیر تک گفتگو کی ہے۔ آہا تو پھر حالت اچھی نہ ہونے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟۔

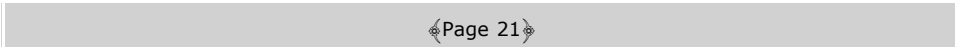
تمہارے پاس کب اور کیسے آیا تھا؟۔
اس کے متعلق بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ یہ میری جیب ہی سے برآمد ہوا تھا۔ میں
نہیں جانتا کہ جیب میں کیسے پہنچا تھا۔۔۔۔۔۔ ٹھیک سات بجے مجھے اس کا خیال آیا میں
نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن وہ غائب تھا۔
مگر تم ساڑھے سات بجے اپنے کمرے میں ضرور گئے ہو گے؟۔ عمران بائیں آنکھ دبا کر
مسکرایا۔

فکر مت کرو۔ اس نے اتنا سرمایہ چھوڑا ہے کہ اس کے بال بچے زندگی بھر عیش کریں گے۔۔۔ پھر پریشانی کس بات کی اگر تم دو چار کروڑ کا بیلنس چھوڑ کر مر جاؤ تو میں تمہاری بیوی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر تمہاری لاش ہی پر رہنا ناچ سکتا ہوں۔

شٹ اپ۔ فیاض بڑی تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا۔

کس وقت تمہاری جیب سے غائب ہوا تھا؟۔

Released on 2008



ہوگا۔

فیاض کچھ نہ بولا، وہ سگریٹ سلگا رہا تھا۔

مگر فیاض، کیا تم پہلی بار خان دلاور کی دعوت میں شریک ہوئے ہو؟۔ عمران نے پوچھا۔
نہیں، اب سے پانچ سال پہلے بھی اتفاق ہو چکا ہے۔ ویسے وہ مجھے ہر سال مدعو کرتا
ہے۔ اس بار تو خاص طور سے۔۔۔ مطلب یہ کہ اس دعوت کے سلسلے میں مہمانوں کے متعلق
بھی اس نے مجھ سے مشورے لیے تھے۔

چنگیزی تو شاید پہلی بار اس دعوت میں شریک ہوا تھا۔

یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟۔

پتہ نہیں۔۔۔ میرا خیال ہے۔

میں نے اس کے متعلق خان دلاور سے نہیں پوچھا۔

مجھے علم ہے کہ وہ اس سے پہلے کبھی اس دعوت میں شریک نہیں ہوا۔ عمران نے کہا۔

اوہ تو تم خان دلاور پر شبہ کر رہے ہو؟۔

میں اپنے باپ پر بھی شبہ کر سکتا ہوں تم اس کی پرواہ مت کرو۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر فیاض نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ تم بھی ابھی تک کسی

خاص نتیجے پر نہیں پہنچ سکے؟۔

مشکل کام ہے سوپر فیاض، لیکن ہو سکتا ہے کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ دیکھ کر میں کوئی راہ

کیوں؟۔ تم اس تحریر کے بارے میں کس نتیجے پر پہنچے ہو۔؟۔ اس نے عمران سے پوچھا۔
میں کیا بتاؤں سوپر فیاض، تحریر تمہاری جیب میں پہنچی تھی تم ساڑھے سات بجے اپنے
کمرے میں پہنچے تھے لیکن اس وقت وہ کاغذ تمہاری جیب میں نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر وہ
ٹکڑا ملا بھی تو کہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ایسے آدمی کے کمرے میں جس کی لاش ہال میں پڑی
ہوئی تھی۔

آخر یہ چکر ہے کیا؟۔ فیاض اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔

کچھ بھی ہو لیکن وہ ساڑھے سات بجے تمہیں تمہارے کمرے میں نہیں ملی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہا تو پھر تم خود ہی پہنچے تھے ہال میں یا کوئی بلانے آیا تھا؟۔

میں کمرے ہی میں تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر جمین نے مجھے حادثے کی اطلاع دی تھی۔

تم نے یہ سب کچھ پہلے ہی کیوں نہ بتایا تھا؟۔

تم میرا مذاق کیوں اڑا رہے ہو؟۔ فیاض پھر جھلا گیا۔ میں کہتا ہوں اگر تمہیں کوئی ایسی
تحریر ملتی تو تم کیا کرتے؟۔

ارے میں تو اس عورت کے نانہال تک دوڑتا چلا جاتا۔۔۔ سرپٹ۔۔۔ ہاں۔ عمران

نے سنجیدگی سے کہا۔

ہام، ٹھہرو، تو گویا، وہ عورت تمہیں اور چنگیزی کو بیک وقت اپنے کمروں میں بھیجنا چاہتی

تھی۔۔۔۔۔ چنگیزی ختم ہو گیا لیکن تمہاری بیوی بڑی بد قسمت معلوم ہوتی ہے۔ زحل ستارہ

کچھ نہیں، یونہی برسبیل تذکرہ پوچھ لیا ہے۔

میں تھک گئی ہوں، فیاض صاحب۔ اس نے کہا۔ لیکن مسسر چیٹگری کو رلانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

Released on 2008

بھئی خان دلاور نے مجھے مجبور کیا ہے کہ جو جانا چاہیں انہیں نہ روکوں۔

اسی صورت میں جب تم یتیم ہو جاؤ۔ فیاض کا جواب تھا۔

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ نجیب آ گیا۔ فیاض ہی نے اسے اشارے سے بلایا تھا۔

کہتے اب کیا حال ہے؟۔ فیاض نے اس سے پوچھا۔

آہا۔۔۔۔۔ عمران اپنے دیدے نچا کر بولا۔ آپ تو وہی معلوم ہوتے ہیں۔ دور بین والے۔۔۔۔۔ ہیں ناں۔

کپتان صاحب۔ دفعتاً نجیب اکھر گیا۔ میں کہتا ہوں انہیں سمجھائیے یہ خواہ مخواہ ہر معاملے میں اپنی ٹانگ نہ اڑایا کریں۔

Page 23

بس جاو۔۔۔۔۔۔ چار بجے سے پہلے واپسی ورنہ۔۔۔۔۔۔ فیاض نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

سلیمان کی مزاج پرسی کر کے وہ سیدھا اس کمرے میں گیا جہاں پرائیویٹ فون رہتا تھا۔
اس نے جو لپٹز واٹر کے نمبر ڈائیل ملا۔

میں باتھ روم میں تھی جناب، معافی چاہتی ہوں جناب۔

جی ہاں، اور وہ چنگیزی کی موت ہی کے سلسلے میں شائع ہوئے ہیں۔۔۔۔

کیا وہ اتنا ہی اہم آدمی تھا؟۔

یقیناً جناب۔ کیا آپ کی نظروں سے کوئی ضمیمہ نہیں گزرا؟۔

میری بات کا جواب دو؟۔ عمران غرایا۔ مجھ سے غیر ضروری گفتگو نہ کیا کرو۔

اچھی بات ہے اب نہیں کروں گا۔ عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں کہا اور احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ فیاض بھی عمران کو گھور رہا تھا مگر اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔

دونوں فیاض سے بیگم چنگیزی ہی کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ عمران وہاں سے ہٹ آیا۔ یہ کیس اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر کیپٹن فیاض سے ملا۔
میں شہر جا رہا ہوں۔ اس نے کہا۔

کیوں؟۔

مرغیوں کی دیکھ بھال کے لیے۔۔۔۔۔ اس بار منار کا انڈوں پر بیٹھی ہے۔

شام سے پہلے تمہاری واپسی ضروری ہے۔ فیاض بولا۔

لیکن اگر کسی مرغی پر اختلاج قلب کے دورے پڑ رہے ہوں گے تو میں مجبور ہو جاؤں گا۔ میرا خیال ہے کہ تم اس صورت میں مرغ ہو جاؤ گے۔ فیاض نے کہا جو اچھے ہی موڈ میں

تھا۔

Released on 2008

Page 25

کوئی ایسا جس سے چنگیز بھی واقف نہ رہا ہو؟۔

اس سے تو دنیا کی کوئی طاقت واقف نہیں ہو سکتی۔ عمران کیا تم بالکل ہی ڈفر ہو گئے ہو؟۔
وہ تو میں پہلے بھی تھا۔ عمران خوش ہو کر بولا۔ اچھا کیا مسسز چنگیزی کسی مشہور خاندان سے تعلق رکھتی ہے؟۔

نہیں، متوسط طبقے کے ایک معروف گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ شادی سے پہلے گورنمنٹ گرلز اسکول میں ٹیچر تھی۔
کیئر کٹر؟۔

یہ لغو ترین لفظ کم از کم میرے سامنے نہ دہرایا کرو۔ جولیا نے کہا۔ کیونکہ میں اس کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکی۔
پھر تم نے اسے لغو کیسے کہہ دیا؟۔

میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔ اس کے کیئرکٹر کے بارے میں کچھ نہ بتا سکوں گی کیونکہ اس کے متعلق معلومات ہی نہیں حاصل کر سکی۔
بہتر ہے کہ اب تم کسی اوپیرا میں ملازمت کر لو ورنہ ایکس ٹو کا محکمہ تمہارے لیے بہت تکلیف دہ ثابت ہوگا۔

ختم کرو۔ اس سلسلے میں ایک عجیب بات معلوم ہوئی ہے۔ جولیا نے کہا۔
بیان جاری رکھو، جہاں ضرورت ہوگی ٹوک دوں گا۔

بلاک ہیڈ پلیز۔۔۔۔۔

ہلو۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں قلقاری لگائی۔۔۔۔۔ اب چھوٹے بچے کی کیسی طبیعت ہے محترمہ نصیب۔

کیا بکواس شروع کر دی تم نے؟۔

ہام، اب تم بتاؤ۔ چوہے نے مجھے بتایا ہے کہ تم کچھ دنوں تک میرے کان کھاؤ گی۔
کام کی بات کرو۔ میں غیر ضروری گفتگو نہیں پسند کرتی۔

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا اور بولا۔۔۔۔۔ چنگیزی سے متعلق رپورٹ۔

اس کی شادی دو سال پہلے ہوئی تھی۔ پہلے دونوں میں محبت ہوئی تھی۔

ضرور ہوئی ہوگی، کیونکہ دو سال پہلے اس کا رواج تھا۔ خیر۔۔۔۔۔ دونوں کے تعلقات آج کل کیسے تھے؟۔

بہت اچھے تھے۔۔۔۔۔ کسی ملازم کو یا نہیں کہ ان میں کبھی جھگڑا ہوا ہو۔

مسسز چنگیزی کا کوئی مرد دوست؟۔

کوئی بھی نہیں، مطلب یہ کہ۔۔۔۔۔۔۔ مگر ٹھہرو، اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے؟۔

کیوں؟۔

ظاہر ہے کہ چنگیزی کے دوست اس کے بھی دوست رہے ہوں گے۔

Released on 2008

Page 28

عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑ لیے اور بولا۔ خواہ مخواہ کتے کو بھی نہ مارو۔۔۔۔۔ یہ نصیحت آج ہی سمجھ میں آئی ہے۔۔۔۔۔

ارے کچھ بکو گے بھی۔ فیاض پھر دھاڑا۔

اس قبرستان سے اکتا کر عقبی پارک میں چلا گیا تھا۔ وہاں ایک کتے کو پتھر مار دیا۔ پتھر مارنا ہی تھا کہ کتا دو ٹانگوں پر کھڑا ہو کر دوڑنے لگا۔

آدمیوں کی طرح گفتگو کرو عمران۔

آدمی ہی تھا۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ یہ بات تو پٹ جانے کے بعد ہی سمجھ میں آئی تھی کہ وہ کتوں کی طرح چل رہا تھا۔۔۔ یعنی گھٹنوں کے بل۔ پتھر لگتے ہی اٹھ کر بھاگا لیکن پھر پلٹ پڑا۔۔۔۔۔ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑا اس نے کچل کر رکھ دیا۔

فیاض اسے تیکھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

مگر آپ اس وقت عقب میں کیا کر رہے تھے؟ ڈاکٹر جبین نے پوچھا۔

میں پوچھتا ہوں آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں، آپ کو تو عقبی پارک میں ہونا چاہیے؟

کیا بکو اس ہے؟

بکو اس نہیں بلکہ مشورہ۔ کیونکہ اسے ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔

کسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ فیاض غرایا۔

میں بڑبڑانے لگا۔ میں پاگل ہو جاؤں گا، آخر یہاں کیا ہو رہا ہے؟

دفعتا دو ملازم ایک کمرے سے نکل کر اس کی طرف چھپے۔

عمران ستون سے لگا کھڑا اس طرح جھوم رہا تھا جیسے اب گرا اور تب گرا۔

کیا ہوا جناب؟ نوکروں نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

ہوا کیا۔۔۔۔۔؟ عمران غصیلی آواز میں بولا۔ ایک کل مرا تھا اور دوسرا آج مر جاتا۔

بتائیے بھی تو سرکار؟

مجھے اندر لے چلو۔

ان دونوں نے اس کے بازو پکڑ لیے اور وہ لنگڑاتا ہوا چلنے لگا۔

ہال میں روشنی تھی۔ بہتیرے لوگ وہاں موجود تھے لیکن آج آرکسٹرا خاموش تھا۔ ویسے شراب کی ٹرالیاں آج بھی گردش کر رہی تھیں۔

فیاض بھی ہال ہی میں موجود تھا۔ عمران کو اس حال میں دیکھ کر اسکی طرف جھپٹا۔

یہ کیا ہوا؟

صرف دس منٹ اور گزرنے پر تم میری زبان سے ایک لفظ بھی نہ سن سکتے۔ عمران ہانپتا ہوا بولا۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔ کیا ہوا؟ کئی آوازیں آئیں سارے ہی لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔

چلو۔ فیاض نے پلٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور پھر وہ ساری بھیڑ ان کے پیچھے چل پڑی۔
خان دلاور بھی آ گیا تھا۔

خواتین ہال میں رک گئیں۔۔۔۔۔ اس وقت عمران کے پاس کیمرہ نمائٹر اسمیٹر نہیں تھا۔ لیکن چھپاتے وقت اس کے ذہن میں کوئی اسکیم نہیں تھی۔ وہ تو اس نے اس لیے چھپایا تھا کہ اندھیری رات میں کیمرہ لیے پھرنے کی کوئی تک نہیں تھی اور پھر وہ ایسی صورت میں جب کہ اس کے علاوہ بھی کوٹھی میں کوئی ایسا آدمی مقیم تھا جس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وہ اپنے خلاف اس کے شبہات میں اضافی کیسے کرتا۔ ٹرانسمیٹر پر اس آدمی کی گفتگو ویسے ہی ظاہر کر چکی تھی کہ وہ عمران کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا اس کے متعلق الجھن میں ہے۔

کہا جھگڑا ہوا تھا؟۔ فیاض نے عقبی پارک پہنچ کر عمران سے پوچھا۔
اوہ۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ تھوڑا آگے آؤ۔ عمران انہیں تھوڑی دور لے جا کر رک گیا۔ کئی ٹارچوں کی روشنیاں چاروں طرف چکرانے لگیں۔

وہ کہاں ہے جسے تم نے مارا تھا؟۔ فیاض نے غصیلی آواز میں کہا۔
یہیں تو تھا۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی اور اس کے دیدے گردش کر رہے تھے۔
میں نہ کہتا تھا۔ نجیب چہکا۔ مگر ان سے اس حرکت کا مقصد ضرور پوچھیے کپتان صاحب۔
ایسا بھی کیا مذاق اور پھر ایسی صورت میں چپ کر چھپی ہی رات کو ایک حادثہ ہو چکا ہے۔
عمران سوچ رہا تھا کیا اس نے ٹرانسمیٹر میں نجیب کی آواز بھی سنی تھی مگر وہ فیصلہ نہ کر سکا

جسے میں کچل کر ڈال آیا ہوں۔۔۔۔۔ جب دیکھا کہ کسی طرح چھوڑتا ہی نہیں تو اس کا سر ایک درخت سے ٹکرا دیا۔۔۔۔۔ کبھی ناریل پھوٹنے کی آواز سنی ہے کپتان صاحب؟۔

اوہ۔۔۔۔۔ کہاں۔۔۔۔۔ کدھر؟۔ ایک آدمی دروازے کی طرف جھپٹا۔
لیکن بقیہ لوگ وہیں کھڑے رہے۔۔۔۔۔ اور پھر وہ آدمی بھی دروازے تک جا کر پلٹ آیا۔ اس نے پہلے وہاں رک کر چندھیائی ہوئی نظروں سے دوسروں کو دیکھا تھا۔ اسے شاید توقع تھی کہ اس کے پیچھے کچھ اور لوگ بھی بڑھیں گے۔

ہی ہی۔۔۔۔۔ ہی ہی۔۔۔۔۔ وہ قریب آ کر خفت آمیز انداز میں ہنستا ہوا بولا۔
کون جانے یہ بات ان حضرات نے کہی ہے، ہو سکتا ہے وہ اس سے لڑتے رہے ہوں۔
آپ مجھے جھوٹا نہیں کہہ سکتے مسٹر غریب۔ عمران بولا۔
میرا نام نجیب ہے۔ نجیب غرایا۔ آپ یہ بتائیے کہ آپ اس وقت عقبی پارک میں کیوں گئے تھے؟۔

مجھے کسی نے منع نہیں کیا تھا کہ رات کو عقبی پارک میں نہ جاؤں۔
میرے ساتھ آؤ۔۔۔۔۔ فیاض دروازے کی جانب بڑھتا ہوا بولا۔
آؤ یا لنگڑاؤں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔ عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور سب بے ساختہ ہنس پڑے۔

یہ میرا ہے۔
 بکواس مت کرو۔ یہ سرکاری تحویل میں جائے گا۔
 اس صورت میں تمہیں زیادہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی، میں وزارت خارجہ کے سیکرٹری کی
 خدمت میں درخواست پیش کروں گا کہ سرکار کے بھتیجے فیاض نے مارپیٹ کر میرا ٹرانسمیٹر چھین
 لیا۔ یہ رہا اس ٹرانسمیٹر کا پر مٹ جو مجھے دفتر خارجہ سے ملا تھا۔
 فیاض اسے بڑی زہریلی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر پر مٹ اس سے
 لیا۔

فیاض نے کیمرہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور کچھ دیر بعد وہ پھر کوٹھی میں واپس آ گئے۔
کچھ لوگوں کو عمران کے بیان پر یقین آ گیا تھا اور کچھ ابھی تک شبے میں مبتلا تھے۔ لیکن

تو کل صبح یہ سب چلے جائیں گے؟۔

قطعی طور پر۔۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ درخواست خان کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ فیاض نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ واقعی یہ تو بہت برا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ دو ایک دن ان مہمانوں کو وہاں مزید روکنا چاہتا تھا کیونکہ ٹرانسمیٹر نے وہاں کسی ایسے آدمی کی موجودگی ثابت کر دی تھی جو چنگیزی کے قصے سے کسی نہ کسی طرح متعلق تھا۔ یہاں سے شہر پہنچ جانے کے بعد اسے یقینی طور پر بہت زیادہ تگ و دو کرنی پڑتی۔

تم انہیں روک سکتے ہو سو پر فیاض؟۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

ناممکن۔۔۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے اور دلاور کے درمیان بد مزگی ہو جائے۔

اے۔۔۔۔۔ تم پولیس آفیسر ہو یا شیخ تجل حسین؟۔

کچھ بھی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔ میرے بس سے باہر ہے۔ میں خان دلاور کو بور نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ آہا ٹھہرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آ گئی ہے۔ مگر پہلے تم۔۔۔۔۔ اس خط کا معاملہ صاف کرنے کی کوشش کرو۔ جو تمہیں چنگیزی کے کمرے میں ملا تھا۔

تم ہی صاف کرنے کی کوشش کرو سو پر فیاض۔ کیونکہ وہ خط سب سے پہلے تمہیں ملا تھا۔

اچھی بات ہے۔ اس نے کچھ دیر بعد طویل سانس لے کر کہا۔ تو تم نے کھیل شروع کر دیا لیکن مجھے اس سے الگ رکھنا چاہتے ہو؟۔

کچھ نہیں سو پر فیاض۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یار میں پھر کیا کرتا بات تو بنانی ہی تھی کیونکہ ایک ملازم نے مجھے پھٹے حالوں میں دیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔ ورنہ میرا سارا ارادہ تو یہ تھا کہ چپ چاپ جا کر اپنے کمرے میں کپڑے تبدیل کر لوں گا۔ مگر نوکرنے دیکھ ہی لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نے سوچا اب کوئی کہانی تخلیق کرنی پڑے گی۔ اس لیے ٹرانسمیٹر وہیں پھینکا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو خواہ مخواہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر پھر کیا بات تھی؟۔

وہ کوئی عورت تھی سو پر فیاض۔ عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

نئی بکواس۔ فیاض برا سامنہ بنا کر بولا۔

اس نے کسی بھوکے بلی کی طرح مجھ پر حملہ کیا تھا اور نوچ کھسوٹ کر چلتی بنی تھی۔

خیر تم کرتے رہو بکواس۔ یقین کسے آئے گا۔ مگر تمہاری اس حرکت سے میں دشواری میں

پڑ گیا ہوں۔

یعنی؟۔

ابھی ابھی خان دلاور نے مہمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ رخصت ہو جائیں کیونکہ

اب وہ کسی نئے صدمے سے دوچار نہیں ہونا چاہتا تھا۔

Released on 2008

Page 33

وہ اسی وقت آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔

چلئے۔۔۔۔۔ فیاض اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ عمران بھی اٹھ گیا۔ لیکن نہ جانے کیوں نجیب کی پیشانی پر سلوٹیں نظر آنے لگیں۔

اس نے کہا۔۔۔۔۔ کیا آپ بھی۔۔۔۔۔؟

فیاض عمران کی طرف مڑا اور عمران گڑ گڑانے لگا۔ خدا کے لیے کپتان صاحب مجھے تنہا نہ چھوڑیئے میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ میں آج رات تنہا نہیں رہ سکتا۔
چلئے۔۔۔۔۔ آئیے۔۔۔۔۔ شاید آج آپ میرے ہی کمرے میں ڈیرہ جمائیں گے۔
فیاض نے کہا۔

نجیب اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا۔

پھر وہ کمرے سے نکلے ہی تھے کہ خان دلاور کے سیکرٹری نے مسسر چنگیزی کے اچانک بے ہوش ہو جانے کی اطلاع دی۔

ارے باپ رے۔ عمران بڑبڑایا۔۔۔۔۔ اب میں کہاں جاؤں، پتہ نہیں کب اس بھوت خانے سے چھٹکارا نصیب ہوگا۔

آپ کو کس نے روکا ہے جناب؟۔ نجیب بول پڑا۔ اور فیاض نے اسے اس طرح گھور کر دیکھا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔ دلاور کے سیکرٹری ضغیم نے یہ بھی بتایا کہ خان دلاور مسسر چنگیزی کے کمرے میں موجود ہے۔ یہ ضغیم بڑا خوش شکل اور خوش لباس نوجوان تھا۔ صحت بھی

محرم کی بات کیوں سوچ رہے ہو۔ ہو سکتا ہے اس کی ہی کسی غلطی کی بنا پر الیکٹرک شک لگا ہو؟۔

اس خط کو بھی ذہن میں رکھو۔ جو میری جیب سے گزر کر اس کے کمرے میں پہنچا تھا؟۔

اگر وہ عمران کی حرکت رہی ہو تو؟۔ عمران نے اپنی بائیں آنکھ دبائی۔

اس صورت میں عمران کو گولی ماری جائے گی۔ فیاض کا لہجہ تلخ تھا۔

عمران احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔ اچھی بات ہے سو پر فیاض۔ پہلے مجھے وہ بندوق تو تلاش کر لینے دو جس سے ایفون کی گولی نکلتی ہے۔

اوہ ختم کرو۔ فیاض میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس وقت تم نے یہ ہنگامہ کیوں برپا کیا تھا؟۔

دل ہی تو ہے۔ اب مجھے بورنہ کرو۔۔۔۔۔ نیند آ رہی ہے۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔ عمران نے ہانک لگائی۔

آ جاؤ۔

اور نجیب دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا پہلے تو اس کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔ پھر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ کیا آپ اس وقت مسسر چنگیزی سے ملنا پسند کریں گے؟۔

کیوں؟ کیا بات ہے؟۔ فیاض نے اپنے لہجے میں بھاری پن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

میں جب یہاں آیا تو دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔ خان دلاور نے کہا۔

فیاض کمرے میں داخل ہوتا ہوا بڑبڑایا۔ اب کوئی نئی مصیبت۔

پھر نجیب کی طرف مڑ کر پوچھا۔

کیا آپ نے دروازہ بند کیا تھا؟

اوہ۔۔۔۔۔ یہ تو مجھے یاد نہیں کہ میں نے دروازہ بند کیا تھا یا کھلا چھوڑ گیا تھا۔ مگر یہ مسہری پر

نہیں اس آرام کرسی پر تھیں۔

بے ہوش ہونے سے پہلے لیٹ جانا بہت ضروری ہوتا ہے نقیب۔ عمران نے کہا۔

میرا نام نجیب ہے۔ وہ دانت پیس کر بولا۔ اور پھر بے ہوش عورت کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران بنظر غائر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس کی نظر مسہری کے نیچے پڑی ہوئی

انجکشن لگانے والی سرینج پر پڑی۔ لیکن اس نے بڑی تیزی سے اس پر سے نظر ہٹا لی۔ اب وہ

احتمقانہ انداز میں فیاض کی شکل دیکھ رہا تھا۔

پھر فیاض نے بھی کسی نہ کسی طرح اسے دیکھ ہی لیا اور وہ ڈاکٹر جمین کی سرینج ثابت ہوئی۔

خود ڈاکٹر جمین نے اس کا اعتراف کیا۔ لیکن یہ نہ بتا سکی کہ وہاں اس کا پایا جانا کیا معنی رکھتا

ہے۔

فیاض نے سرینج پر قبضہ کر لیا اس میں کسی سیال کی قلیل مقدار اب بھی موجود تھی۔

ڈاکٹر جمین نے پریشان ہو کر اتنا ضرور کہا تھا کہ اب کوئی اسے پھنسانے کی کوشش کر رہا

اچھی تھی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ دلاور اسے اپنے سارے آدمیوں پر فوقیت دیتا ہے۔

آپ ان کے کمرے سے کب آئے ہیں؟ فیاض نے نجیب سے پوچھا۔

مشکل سے پانچ منٹ یا چھ منٹ گزرے ہوں گے۔ مگر ان کی حالت سے یہ نہیں معلوم

ہوتا تھا کہ وہ کسی قسم کی کمزوری محسوس کر رہی ہیں۔ اب اس طرح بے ہوش ہو جانا میری سمجھ میں

تو نہیں آتا۔

جو سمجھ میں نہ آئے اسے فوراً ذہن سے دھکا دیجئے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ اور نجیب کا موڈ

پھر بگڑ گیا۔۔۔۔۔ مگر کچھ بولا نہیں۔

ان کے کمرے میں اور کون تھا؟ فیاض نے نجیب سے پوچھا۔

جب میں آپ کے پاس آیا ہوں س وقت تو کوئی بھی نہیں تھا۔

خان دلاور بعد ہی میں آئے ہوں گے۔ میں نے مسسز چنگیزی کو تنہا چھوڑا تھا۔

دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ دلاور کا سیکرٹری ضعیف نجیب کو خونخوار نظروں سے گھور رہا ہے۔

لیکن بظاہر عمران نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ وہ اپنا بے تعلقانہ انداز برقرار رکھنا چاہتا

تھا۔

پھر وہ مسسز چنگیزی کے کمرے کی طرف آئے دروازہ کھلا ہوا تھا اور خان دلاور

دروازے ہی پر موجود تھا۔ ان کی آمد پر اس نے مڑ کر کمرے کے اندر دیکھا۔ مسسز چنگیزی

مسہری پر پڑی تھی۔

کے بعد مسز چنگیزی ذہنی طور پر بیکار ہو گئی تھی۔ ان سے کسی قسم کی بھی گفتگو نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکی۔ پھر وہ اس ذہنی دور سے گزر گئیں اور کسی نے سوچا کہ اب وہ مطلب کی گفتگو کر سکیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی بات کہہ جائیں جو کسی کو پھانسی کے تختے تک پہنچا دے۔

تو کیا ڈاکٹر جبین؟

نہیں، وہ اتنی احمق نہیں ہو سکتی کہ اپنی سرنج وہاں چھوڑ جاتی۔

فیاض نے کہا تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر مسکرا کر بولا۔ اب اس معاملے کو پیچیدہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

فیاض کی مسکراہٹ معنی خیز تھی اور وہ نجیب کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ نجیب سٹپٹا گیا لیکن فوراً ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور اس نے کہا۔ تب تو یہ حرکت میں نے ہی کی ہوگی؟

کیا مطلب؟ فیاض کی بھنویں تن گئیں اسے شبہ ہوا تھا کہ شاید وہ اس کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہا ہے۔

جبین کے متعلق آپ سوچ ہی نہیں سکتے۔ خان دلاور کا بھی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ جبین ہی والی منطق یہاں بھی موجود ہے۔ جبین اتنی احمق نہیں ہو سکتی کہ وہاں سرنج چھوڑ جاتی اور خان دلاور بھلا ایسی حرکت کیسے کر سکتا تھا کہ اسے مدعو کر کے اپنے ہی گھر میں ختم کر دیتا جب کہ ختم کرنے کے لیے اسے اس سے بھی بہتر مواقع ہاتھ آ سکتے تھے۔۔۔۔۔۔ بس تو پھر

ہے۔ عمران نے اس موقع پر رائے زنی نہیں کی۔ وہ اس مسئلے پر کچھ سوچ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اس کے ذہن میں تو صرف دو ہی چیزیں تھیں چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک۔

اس کا ذہن متواتر چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک کی گردان کئے جا رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک کے متعلق پہلے بھی کہیں کچھ سنایا پڑھا ہو۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی وقت شہر واپس جائے گا۔



وہ کیپٹن فیاض کو الجھن میں چھوڑ گیا۔ اس نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی مگر کون سنتا ہے۔ بس فیاض اپنی بوٹیاں نوچتا رہ گیا۔

مسز چنگیزی اب بھی بے ہوش تھی اور فیاض ڈاکٹر جبین سے سرنج کے متعلق بہتر سوال کر چکا تھا۔

لیکن وہ اس سے زیادہ نہیں معلوم کر سکا کہ سیرنج وہاں ڈاکٹر جبین کی لاعلمی میں پہنچی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا قصہ ہے۔ نجیب بڑبڑایا۔

کچھ بھی نہیں معاملہ صاف ظاہر ہے۔ مسٹر چنگیزی کی موت قدرتی نہیں تھی۔ ان کی موت

Released on 2008

Page 38

اس سے پہلے بھی کبھی آپ ڈاکٹر سے مل چکے ہیں؟۔

کبھی نہیں۔ پہلا اتفاق ہے۔

ٹھہریے۔۔۔۔۔ وہ دروازہ بند کر کے واپس چلا گیا۔

عمران کچھ نہ بولا، شاید اس کے کان آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔

نہ جانے کیوں جو لیا اندر قدم رکھتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ عمران نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔

وہ آدمی ان کی راہبری کر رہا تھا آخر اس نے ایک جگہ رک کر ایک کمرے کی طرف اشارہ

خاصا بڑا ہل تھا۔ چاروں طرف بے شمار بڑی بڑی الماریاں کتابوں سے بھری نظر آ رہی تھیں۔

Released on 2008

اس نے کارپوریٹ میں کھڑی کر دی اور دونوں نیچے اتر آئے۔ براؤن نے کہا: میں بھی کوئی

میرا خیال ہے کہ اس عمارت میں کوئی نہیں رہتا۔ جو لیا پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

میں تمہاری ناک توڑ دوں گی۔ جو لیا پھر گئی۔

صدر دروازہ کھلا۔۔۔۔ ایک بہت دبلا پتلا اور مجہول سا آدمی باہر آیا۔ اس کی عمر پچاس اور

ہم ڈاکٹر سیفی سے ملنا چاہتے ہیں؟۔ عمران نے کہا۔

اوہ کارڈ۔۔۔۔۔ عمران جیسیں ٹٹولنے لگا۔ پھر چہرے پر خفت کے آثار پیدا کر کے بولا۔

Released on 2008

Page 40

Released on 2008

Page 41

آہام۔۔۔۔۔ عمران نے پلکیں جھپکائیں۔۔۔۔۔ کیونکہ یہاں اس وقت اس آدمی کی موجودگی بھی غیر متوقع تھی۔ عمران سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں ڈاکٹر سیفی کی کوٹھی کے پاس نجیب سے اس طرح ملاقات ہو جائے گی۔ نجیب جس پر عمران کسی حد تک شبہ کر رہا تھا۔ آپ نے ختم ہی کر دیا تھا مسٹر۔ نجیب زبردستی مسکرایا۔

اوہو۔۔۔۔۔ مسٹر رقیب۔ عمران خوش ہو کر بولا۔

نجیب، یہ بہت بری بات ہے کہ آپ میرا نام بھول جاتے ہیں۔ اس نے کہا اور کنکھیوں سے جولیا کو دیکھتا ہوا بولا۔ مجھے حیرت ہے کہ بیگم صاحبہ ساتھ نہیں ہیں۔

عمران انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔۔۔۔۔ اور آہستہ سے بولا۔ یہ بھی بیگم ہی تو ہیں۔ ساڑھے سات بیویاں رکھتا ہوں جناب۔

ساڑھے سات کیا بات ہوئی؟

سات لمبی ہیں اور ایک ساڑھے چار فٹ سے زیادہ اونچی نہیں ہے۔ پھر آپ کیا کہیں گے۔۔۔۔۔ دنیا آٹھ کہے گی مگر میں تو نہیں کہہ سکتا۔

خیر۔۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔۔ نجیب ہنستا ہوا بولا۔ آپ یہاں کہاں؟

بھوس پتر پر لکھی ہوئی کتاب دیکھنے آئے تھے۔

خدا کی پناہ آپ کتنا بھولے ہیں جناب، بھوس نہیں بھوج پتر۔

ہاں ہاں۔۔۔۔۔ کیا آپ بھی وہی دیکھنے آئے تھے۔

پہلا ایڈیشن تھا۔ بڑی دقتوں سے یہ مجھے ڈھائی ہزار میں ملی تھی۔

اکثر لوگ آپ کی لائبریری دیکھنے کے لیے آتے رہتے ہوں گے؟۔ عمران نے پوچھا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اب آپ سے اجازت چاہوں گا۔ ڈاکٹر نے گلوگیر آواز میں کہا۔ اس نقصان پر میرا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔

ان آٹھ صفحوں میں کیا تھا ڈاکٹر؟۔ عمران نے پوچھا۔

ارے کیا میں ان ہزاروں کتابوں کا حافظ ہوں؟۔ ڈاکٹر جھلا کر چیخ اٹھا۔

آو۔۔۔۔۔ چلیں ڈیئر۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے کہا اور وہ اٹھ گئی۔ ڈاکٹر انہیں رخصت کرنے کے لیے صدر دروازے تک نہیں آیا تھا۔

پتہ نہیں تم کس لیے آئے تھے اور کیا کر کے جا رہے ہو؟۔ جولیا نے کہا۔

کیا بتاؤں جو صفحے میرے کام کے تھے وہی غائب تھے۔ پھر میں کیوں نہ یقین کر لوں کہ میں نے غلط راستہ نہیں اختیار کیا۔

تمہیں کیا دیکھنا تھا۔۔۔۔۔؟ جولیا نے پوچھا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ کارکپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔

اچانک عمران نے پورے بریک لگائے۔ گاڑی چرچراہٹ کے ساتھ رک گئی۔ اگر اس طرح بریک نہ لگاتا تو اس آدمی کا کارکی لپیٹ میں آ جانا یقینی تھا۔ جو بائیں طرف سے غیر متوقع طور پر سامنے آ گیا تھا۔

وہ تو گھر سے باہر نکلتا ہی نہیں۔۔۔۔۔ میں نے یہی سنا ہے۔

میں نے بھی یہی سنا ہے۔ تم اس کے گھر کی نگرانی کرو، تمہیں اس کے یہاں آنے والوں کی لسٹ مرتب کرنی ہے۔

بہت بہتر جناب۔

ابھی اور اسی وقت روانہ ہو جاؤ۔ فی الحال ایک آدمی نجیب ڈاکٹر کے مکان میں موجود ہے۔ وہ وہیں پیلے رنگ کی کوٹھی میں رہتا ہے۔ چوہان سے کہو کہ وہ اس کی نگرانی کرے۔

بہت بہتر جناب۔

اور۔۔۔۔۔ عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

جولیا کار میں بیٹھی بور ہو رہی تھی۔ عمران کار کے قریب پہنچ کر بڑبڑانے لگا۔ میں اسے گولی کیوں نہ ماروں۔

کسے؟۔ جولیا چونک پڑی۔

اسی سلیمان کے بچے کو۔ خواہ مخواہ بحث کرنے لگا۔ کہتا ہے کہ مونگ کی دال پسند کرنے والے لوگ سسرال میں قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

مگر وہ تو بڑا بد دماغ آدمی ثابت ہوا۔۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن پڑوسیوں کے ساتھ اس کا برتاو برا نہیں ہے۔

نجیب مسکرا کر بولا۔ میں بھی ڈاکٹر کا پڑوسی ہوں۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ اس عمارت کے بعد والی عمارت۔۔۔۔۔ کبھی ہمارے ساتھ بھی آئیے۔

ضرور۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔ عمران اس سے مصافحہ ہے کہ میں بہت حسین ہوں۔ لیکن ابھی تک کسی دوسرے سے اس کی اطلاع نہیں ملی۔

آہا۔۔۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔۔۔ صرف تین منٹ، میں سامنے والے بوتھ سے ذرا
سلیمان کو فون کروں گا۔

ورنہ وہ کم بخت رات کے کھانے میں مونگ کی دال پکا کر رکھ دے گا۔۔۔ الو کہیں کا

عمران نے یہاں صفدر کے نمبر ڈائیل کئے اور جواب ملنے پر ایکس ٹو کی مخصوص آواز میں بولا۔

ڈاکٹر سیفی کو جانتے ہو؟۔

عمران نے شروع سے اب تک کے واقعات دہرائے اور یہ بتایا کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اس کی کیا وجہ تھی۔

تو تم اس آدمی نجیب پر شبہ کر رہے ہو؟۔ جو لیانے کہا۔

ہاں فی الحال میں اسی پر نظر رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مگر اس قتل کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟۔

اب چنگیزی کی ملکیت اس کی بیوی کے نام منتقل ہو جائے گی کیونکہ اس کا کوئی قریبی عزیز

موجود نہیں ہے۔ وہ جوان بھی ہے اور حسین بھی۔ اگر میں اس سے شادی کر لوں تو میری کیا

پوزیشن ہوگی؟۔

چھوٹے چھوٹے فلیٹوں میں نہ سڑتے پھر و گے۔ جولیا مسکرائی۔

بس تو پھر کیا قتل کا یہی مقصد نہیں ہو سکتا؟۔

مگر اس کا ہمارے محکمے سے کیا تعلق؟۔

میں تفریجاً اس کیس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔ چونکہ یہ حادثہ میرے ایک دوست کے

مکان پر پیش آیا تھا اس لیے میرا فرض ہے کہ میں مجرم یا مجرموں کو پکڑ کر قانون کے حوالے کر

دوں۔

ٹھہرو، میری بھی ایک بات سن لو۔

تم ایک نہیں چار سناو، کان دبا کر سنوں گا۔

تم نے اس نوکر کو بھی بہت سرچڑھایا ہے۔ جو لیا برا سامنہ بنا کر بولی۔

ہا۔۔۔ آ۔۔۔ ونولیا۔۔۔ موری جولیا۔۔۔ کاش تم ایک شعر کی داد دے سکو۔

دودن کی یہ محفل ساتی رندوں سے ہنس بول کے کاٹ

ہم بھی راہ لگیں گے اپنی تیرا ہمارا نانا کیا۔

اب یہی دیکھو کہ یہ لفظ ناتا ہے لیکن اردو کا کوئی منشی فاضل کاتب اسے نانا بھی بنا سکتا

۷

پتہ نہیں کیا بکواس شروع کردی تم نے۔ ارے اف فوہ۔ تم دراصل مجھے باتوں میں ٹالنے

کی کوشش کر رہے ہو۔ بتاویہ کیا قصہ ہے؟۔

اچھی بات ہے سنو۔ عمران ٹھنڈی سانس کے کر بولا۔ تم اس سلسلے میں کافی کام کر سکتی

تھیں مگر افسوس کہ اس وقت اس آدمی نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا۔ یہ مسٹر چنگیزی کے

دوستوں میں سے ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ تم مسسز چنگیزی سے رسم و راہ پیدا کرو گی۔

چنگیزی کی موت سے ڈاکٹر سیفی کا کیا تعلق ہے؟۔

کچھ بھی نہیں۔

پھر یہاں کیوں آئے تھے؟۔

ٹھہرو۔ تمہیں چنگیزی کے قتل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم۔ میں اسے قتل ہی کہوں گا۔

مجھے یقین ہے کہ وہ خود اپنی موت کا ذمہ دار نہیں تھا۔

اتنی سی بات کے لیے تم کتابیں کھنگالتے پھر رہے ہو؟۔ جولیا کے لہجے میں حقارت تھی۔
 اچھا تم ہی میری مشکل آسان کر دو؟۔ عمران نے بے بسی سے کہا۔
 تم نے سائنس میں ڈاکٹریٹ لی تھی؟۔
 رشوت دے کر لی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ میں تو اس زمانے میں ٹیلر ماسٹر تھا۔
 بکو اس مت کرو۔۔۔۔۔ کوئی اور ہی بات تھی تم بتانا نہیں چاہتے۔
 نہیں ونولیا۔۔ سوئیٹ۔۔۔۔۔ وہ ایک ایسے مادے کی کہانی تھی جسے محض انگلی سے مس کرنے کی بنا پر آدمی مر سکتا ہے۔
 اوہ۔۔۔۔۔ اور موت کی وجہ برقی رو کا جھٹکا ہوگا؟۔
 یقیناً، کم از کم پوسٹ مارٹم تو الیکٹرک شاک ہی کی کہانی سنائے گی۔
 کیا وہ کتاب اور کہیں نہ مل سکے گی؟۔
 مشکل ہے۔ ایکس ٹونے بھی محض قیاسانہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ کتاب سیفی کے کتب خانے میں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسے ہر کتاب کا پہلا ایڈیشن رکھنے کا خطبہ ہے۔
 کیا وہ صفحات صرف پہلے ہی ایڈیشن میں مل سکتے ہیں؟۔
 قطعی۔۔۔ بعد کے ایڈیشنوں میں بہتری چیزیں نہیں آنے پائیں۔ حکومت نے انہیں غیر قانونی قرار دے دیا تھا۔ کیونکہ لوگ ان کا غلط استعمال کر سکتے تھے۔ پہلا ایڈیشن شائع ہونے کے بعد اس کا غلط استعمال بھی ہوا تھا۔ بعض لوگوں نے بالکل اسی طرح کئی جانیں لی

تم اس ٹرانسمیٹر کے واقعے کو کیوں نظر انداز کر رہے ہو۔ تم نے ٹرانسمیٹر پر دو آدمیوں کی گفتگو سنی تھی۔ لیکن اسے ہمیشہ یاد رکھو کہ اس قسم کے قتل کے سلسلے میں کوئی بھی کسی کو اپنا راز دار نہیں بنا سکتا۔
 پھر تم کیا کہنا چاہتی ہو؟۔
 ہو سکتا ہے یہ ہمارے ہی محکمے کا کیس ہو؟۔
 اچھا اگر وہ الیکٹرک شاک ہی تھا تو تم اسے قتل کیونکر کہہ سکتے ہو؟۔
 اس عمارت میں کنسیلڈ وائرنگ کی گئی ہے۔ کسی جگہ بھی تار کھلے ہوئے نہیں ہیں۔۔۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ سوئیچ میں کرنٹ آ جائے۔
 پھر؟۔
 اس لیے ایکس ٹونے مجھے ڈاکٹریسیفی کی لائبریری میں بھیجا تھا۔
 کیا مطلب؟۔
 ایک کتاب اس مسئلے پر روشنی ڈال سکتی تھی لیکن افسوس کہ اس میں وہی صفحات غائب تھے، جن سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا تھا۔
 اب میں کیا کروں، جب وہ صفحات ہی نہیں ملے وہ سب کچھ انہیں آٹھ صفحات میں تھا۔
 کیا تھا؟۔
 یہی کہ تاروں کو چھوئے بغیر بھی الیکٹرک شاک کیسے لگ سکتا ہے۔

پارک کی طرف جا رہا تھا۔ صفر بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔۔۔ عقبی پارک سے تھوڑے فاصلہ پر پی روڈ گزرتی ہے۔ وہاں صفر نے اسے ایک کار میں بیٹھتے دیکھا اور پھر دوڑ کر اپنی موٹر سائیکل تک آیا۔۔۔ جب وہ دوبارہ پی روڈ پر پہنچا تو وہ کار بہت دور نکل چکی تھی۔ اس کے عقبی سرخ روشنی نظر آ رہی تھی۔ صفر نے اس کے پیچھے موٹر سائیکل ڈال دی۔۔۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔

منظر کشی کی ضرورت نہیں۔ عمران غرایا۔

کار جنگل میں پہنچ کر ایک کچے راستے پر مڑ گئی اور کار سے فائر ہوئے صفر نے موٹر سائیکل وہیں چھوڑ دی اور پیدل ہی دوڑتا ہوا کار کا تعاقب کرنے لگا۔ زمین ناہموار تھی اسی لیے کار کی رفتار اتنی کم ہو گئی تھی کہ وہ دوڑ کر اس کا تعاقب کر سکتا تھا۔۔۔ کار سے فائر ہو رہے تھے اور صفر خود کو بچاتا ہوا تعاقب کرتا رہا۔ پھر وہ کار ایک چھوٹے سے کچے مکان کے سامنے رک گئی اور پھر اسے اندھیرے میں کچھ نہیں دکھائی دیا۔

ختم کرو۔ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ صفر اس وقت کہاں ہے؟۔ اسی گرد و نواح میں جہاں وہ زخمی ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر یہ اطلاع مجھے دی ہے۔ اور اس نے وہ نشانات بتائے ہیں جن کی بنا پر اس تک پہنچنا ممکن ہے۔ جلدی کرو جولیا۔ نشانات بتاؤ؟۔

جولیا بولتی رہی اور عمران کا غڈ پر آڑی ترچھی لکیریں دائرے کر اس اور مثلت بناتا رہا۔

تھیں۔

تمہارا اشارہ چنگیزی کی طرف ہے؟۔ جولیا نے پوچھا۔
ہاں۔۔۔۔۔ چنگیزی اس مادے کا شکار ہوا ہے جس کا تذکرہ ان صفحات میں تھا۔
ایکس ٹو کتنی پتے کی باتیں بتاتا ہے۔ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔
عمران کچھ نہ بولا۔ کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی رہی۔



عمران اپنے فلیٹ میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ ایکس ٹو کے پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی۔ وہ اس کمرے میں آیا جہاں فون رہتا تھا۔
اٹ از جولیا سر۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔
کیا خبر ہے؟۔
صفر زخمی ہو گیا ہے۔
کس طرح؟۔

وہ سیفی کے مکان کی نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک اس عمارت میں کسی کے چپخنے کی آوازیں سنیں۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے کہ اسے ایک آدمی نظر آیا جو دوڑتا ہوا عقبی

عمران نے فیاض کا جواب سنے بغیر ریسوور رکھ دیا۔ اور پانچ منٹ کے اندر ہی اندر اس کی کارشہر کی سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جنگل کی ایک سنسان روشنی میں نہا گئی۔

شمال مشرق کا تعین کر کے وہ سڑک کے نیچے اترنے لگا۔ زمین ناہموار تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ ٹارچ روشن کئے بغیر چلنے میں دشواری ہوتی۔

دفعتا بائیں جانب سے سیٹی کی ہلکی سی آواز آئی۔ عمران نے ٹارچ بجھا دی اور رک گیا۔

سیٹی صفدر ہی نے بجائی تھی۔ یہ سیکرٹ سروس والوں کا مخصوص اشارہ تھا۔ صفدر نے بھی ٹارچ کی مخصوص جنبشوں کی بنا پر پہچان لیا تھا کہ وہ ایکسٹو ہی کے محکمے کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے۔

سیٹی کی آواز پھر آئی اور عمران اسی جانب رینگنے لگا۔ اور پھر وہ صفدر کے قریب پہنچ گیا جو

تمہیں یقین ہے کہ تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی؟۔
میں نے اس کی نشاندہی کے مطابق آپ کے قاعدے سے نقشہ بنایا تھا۔
نقشہ دہراؤ؟۔

ٹھیک ہے۔ اسے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دو۔ وہ اس مکان پر نظر رکھے۔۔۔۔۔ عمران پہنچ رہا ہے۔ عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

سوپر۔۔۔۔ میں عمران ہوں، ڈاکٹر سیفی کو جانتے ہونا۔۔۔۔ وہی ڈیڑھ ہزار کی پرانی کتاب والا۔۔۔۔ دیکھو اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ فوراً اس کی کٹھی پر پہنچو۔ اور تم نجیب کو سختی سے چیک کر سکتے ہو جو اس کے قریب ہی زرد رنگ کی کٹھی میں رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ جنگیزی ہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہو سکتی ہے۔ تفصیل

Released on 2008

Page 48

آپ ہوش میں ہیں یا نہیں؟۔ ایک آفیسر نے اسے لاکارا۔
 ہو سکتا ہے کہ عورتوں کی صحیح تعداد مجھے یاد نہ ہو۔ ویسے تو ہوش ہی میں ہوں۔ عمران نے
 اندازہ کر لیا تھا کہ فیاض نے ابھی تک اس آدمی کا نام نہیں ظاہر کیا جس نے اسے ڈاکٹر سیفی کے
 متعلق اطلاع دی تھی۔

پولیس آفیسروں نے اس کے اس بے تکی جواب پر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز
 نظروں سے دیکھا۔ اور فیاض فوراً ہی بول پڑا۔ آپ ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے
 صاحبزادے ہیں۔

پولیس آفیسر صرف سر ہلا کر رہ گئے انہیں عمران کی دھج پسند نہیں آئی تھی۔
 اچھا جناب۔ آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔ لیکن کل صبح ٹھیک نوبے میرے دفتر میں پہنچ
 جائیے گا۔

نوبے؟۔ عمران نے حیرت سے کہا۔ نوبے تو آفیسروں کے لیے نور کا ٹڑکا ہوتا ہے
 --- آپ بھول رہے ہیں۔ غالباً آپ انیس بجے کہنا چاہتے تھے۔ پھر وہ بڑی تیزی سے
 دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ساڑھے تین بج رہے تھے لیکن نیند آفیسروں کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی کیونکہ یہ
 ڈاکٹر سیفی کے قتل کا معاملہ تھا۔

جو کبھی آکسفورڈ یونیورسٹی کا فیلو اور ایک مقامی یونیورسٹی کا وائس چانسلر بھی رہ چکا تھا۔

کیپٹن فیاض سے ملنا چاہتا ہوں۔ عمران نے کانٹیل سے کہا
 اچانک پھاٹک کی دوسری جانب سے کسی نے اس کے چہرے پر ٹارچ کی روشنی ڈال اور
 اس کا نام پوچھا۔
 علی عمران؟۔

اندر تشریف لائیے جناب۔ کپتان صاحب۔ آپ کے منتظر ہیں۔
 اور پھر اندر پہنچ کر اس نے ڈاکٹر سیفی کی لاش دیکھی۔ کیپٹن فیاض کے علاوہ کئی بڑے
 آفیسروں نے انہوں نے عمران کو گھور کر دیکھا اور عمران کے چہرے پر حماقت کے
 آثار نمایاں ہونے لگے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے حقیقتاً حماقت سرزد ہوئی ہے اسے تو
 اس وقت اپنے فلیٹ میں ہونا چاہیے تھا۔ فیاض کو ضرورت ہوتی تو خود ہی دوڑ آتا۔ اب اس
 وقت یہاں وہ ان پولیس آفیسروں کی موجودگی میں گن گن کر بدلے چکا سکتا تھا۔

مگر خلاف توقع فیاض نے اس سے صرف اتنا ہی پوچھا کہ وہ شام کو یہاں کس لیے آیا
 تھا۔ عمران نے اس پر ڈیڑھ سال پرانی کتاب کی کہانی چھیڑ دی۔۔۔۔۔ اور اسے بتایا کہ
 جب وہ واپس جا رہا تھا اسے نجیب بھی ملا تھا۔

کیا آپ بتا سکیں گے کہ آپ کے ساتھ کون عورت تھی؟۔
 یہ تو بار بار یاد کرنے پر بھی نہ بتا سکوں گا کہ ایک گھنٹہ پہلے کون عورت میرے ساتھ تھی۔
 اس وقت سے اب تک تقریباً ستائیس عورتیں میری گاڑی میں بیٹھ چکی ہیں۔

ہاں یہ درست ہے۔

اس سے کوئی کتاب مانگی تھی اور اس کے تین چار ورق غائب کر دیئے تھے
----- کیوں؟- فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

کتاب ضرور مانگی تھی۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ مگر اس کے وہ اوراق پہلے
ہی سے غائب تھے۔ میں بھی دراصل انہیں اوراق پر نظر ڈالنا چاہتا تھا۔
ان اوراق میں کیا تھا؟۔

سوپر، اگر اس کی تفصیل معلوم ہوتی تو یہ درد سہی کیوں مول لیتا میں نے کہیں شو برٹ کی
اس کتاب کے متعلق پڑھا تھا کہ اس کے پہلے ایڈیشن میں بہت ہی مختصر پیمانے پر اتنی برقی
قوت مہیا کرنے کا طریقہ درج ہے۔ جس سے کم از کم ایک آدمی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔
میں نہیں سمجھا؟۔

ایک ایسا مادہ جسے انگلی سے مس کرنے سے اتنی قوت والی برقی رو پیدا ہو جائے جو ایک
آدمی کو ختم کر دینے کے لیے کافی ہو۔
نہیں۔ فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

مجھے افسوس ہے کہ فی الحال میں کوئی واضح ثبوت نہیں پیش کر سکتا۔ اس کتاب کا پہلا
ایڈیشن نایاب ہے۔ اگر تلاش کر سکو تو کرو۔ شو برٹ کی کتاب البرق کا پہلا ایڈیشن جو انیسویں
صدی کے اوائل میں شائع ہوا تھا۔ یہ ایک عرب حکیم تحکی کی کتاب البرق پر تبصرہ ہے۔

ویسے یہ اور بات ہے کہ آزادی کے دور میں عسرت کی وجہ سے وہ ایک ملازم کا بار بھی نہ
برداشت کر سکتا رہا ہو۔ دوسری صبح خود فیاض ہی عمران کے فلیٹ میں پہنچ گیا۔ نیند کے دباو سے
اس کا حلیہ بگڑ کر رہ گیا تھا شاید کچھلی رات سے اب تک اسے ایک گھنٹے کی بھی نیند میسر نہیں ہوئی
تھی۔ عمران ابھی تک سو رہا تھا۔ خود فیاض ہی نے اسے جگایا سلیمان کو تو ہمت ہی نہیں پڑی
تھی۔

تم سے کس گدھے نے کہا تھا کہ تم کوٹھی میں دوڑے آؤ؟- فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔
آہا۔۔۔۔۔ مگر سو پر تمہارے نوکرنے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا۔
تمہیں تو عقل استعمال کرنی چاہئے تھی۔ خیر اب بتاؤ کہ تم ڈاکٹر سیفی سے کیوں ملے
تھے؟- عمران تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔
الیکٹرک شاک کا چکر تھا۔

وہ اس سلسلے میں کیا بتا سکتا؟- فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
عمران اس وقت بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ سو پر فیاض صرف دو دن اور ٹھہر
جاؤ میں مجرم تمہارے حوالے کر دوں گا، ہاں نجیب سے کیا رہی؟۔

وہ تمہاری واپسی کے بعد تقریباً آدھے گھنٹے تک ڈاکٹر سیفی کے پاس ٹھہرا تھا۔ اس کا بیان
ہے کہ ڈاکٹر تمہاری آمد کے سلسلے میں بہت پریشان تھا۔ بار بار کہہ رہا تھا کہ وہ چالاک آدمی
مجھے قتل کر گیا۔ کیا تم دونوں نے اپنا نام مسٹر اور مسز ڈھمپ بتایا تھا؟۔

جب میں کتاب کے وہی اوراق غائب پائے تھے جن کی مجھے تلاش تھی تو میں نے ایک آدمی کو کٹھی کی نگرانی پر لگا دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر کے ملنے جلنے والوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا رہے۔ لیکن اس نے تھوڑی ہی دیر بعد مجھے فون پر اطلاع دی کہ اس نے ابھی ابھی کٹھی میں کسی کی چیخنے کی آوازیں سنی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ ڈاکٹر کو یقینی طور پر کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔

فیاض تھوڑی دیر تک عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ تو کیا تمہیں یقین ہے کہ نجیب ہی۔

سو پر فیاض دودن ٹھہر جاو۔ میں تمہیں یقین کے ساتھ بہت کچھ بتا سکوں گا۔ یہ بات ابھی تک صرف میرے ہی علم میں ہے کہ ڈاکٹر کے متعلق کسی حادثے کی اطلاع تمہی نے دی تھی۔

بہت مناسب ہے تم کافی عقلمند ہوتے جا رہے ہو۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

فیاض کی آنکھوں سے بے اطمینانی جھانک رہی تھی۔ دفعتاً عمران تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔ اس دوران ڈاکٹر کے ملنے جلنے والوں کے بارے میں تفشیش کرتے رہو۔ اس سلسلے میں بھی نجیب ہی زیادہ کارآمد ثابت ہو سکے گا لیکن اسے یہ شبہ نہ ہونے پائے کہ تم اس پر شبہ کر رہے ہو۔ اگر تمہارے شبہ کی تان زیادہ تر مجھ پر ٹوٹی رہے تو بہتر ہی ہوگا۔

آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو؟

اس کے علاوہ اور کیا کروں گا سو پر فیاض کہ مجرم کو ثبوت سمیت تمہارے حوالے کر دوں

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا ہوا بولا۔ آخر پہلا ایڈیشن ہی کیوں؟۔

دوسرے ایڈیشنوں سے وہ طریقہ حذف کر دیا گیا تھا۔ جس پر عمل کر کے وہ مادہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ وہ کتاب ڈاکٹر سیفی کے پاس موجود ہے؟۔

اسے کتابوں کے پہلے ایڈیشن کا خطبہ ہے میں نے سوچا ممکن ہے اس کے پاس سے مل ہی جائے۔

وہ تو نجیب کہہ رہا تھا کہ اس آدمی نے میری ایک کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مجھے قتل کر دیا ایسی کتاب برباد کر دی جس کے صرف چند نسخے ساری دنیا میں مل سلیں گے۔ وہی حصے نکال لے گیا۔ جو اس کتاب کی خصوصیت تھا۔ ٹھیک بھی ہے تم آخر کسی عورت کو وہاں کیوں لے گئے تھے؟۔

اس کے بغیر شاید وہ مجھے اپنے مکان میں گھسنے ہی نہ دیتا۔ اجنبیوں سے وہ اسی صورت میں ملتا ہے۔ جب ان کے ساتھ خوبصورت عورتیں ہوں۔ ہر جنیس اس قسم کا کوئی خط ضرور رکھتا ہے سو پر فیاض، مگر ٹھہرو۔ تم شاید اس کے قتل کا الزام مجھ پر رکھنا چاہتے ہو۔ لیکن یہ سوچو کہ اس سے آخری ملنے والا نجیب تھا اگر مجھے رازداری کی ضرورت ہوتی تو اسے ختم ہی کر کے گھر سے نکلتا۔

تمہیں کسی حادثے کی اطلاع کیسے ملی تھی؟۔

لیے۔

خدا کے لیے بورمت کرو۔

قاتل میری جیب میں رکھا ہوا ہے۔ عمران اکڑ کر بولا۔ مگر خان دلا اور مسسز چنگیزی کی موجودگی ہی میں اس کے ہتھکڑیاں لگانا چاہتا ہوں۔ اور اگر وہ ٹماٹر کی چٹنی ڈاکٹر سرکہ جبین بھی موجود ہو تو بس پھر تو مزہ ہی آ جائے گا۔

مجھے بتاؤ، تم کیا کرنا چاہتے ہو؟۔ فیاض جھنجھلا گیا۔

وہی جو اس سے پہلے کرتا رہا ہوں۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ کیا میں نے اس سے پہلے بھی درجنوں مجرم تمہارے حوالے نہیں کئے۔ کیوں؟ کیا تم اس کے لیے مجھے معاوضہ دیتے رہے ہو۔ میرا معاوضہ تو دراصل وہ لذت ہے جو اپنے طور پر کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو پھر مجھے احمق نہیں بلکہ احمقوں کی سسرال کہیں گے۔

فیاض خاموش ہو گیا اور عمران نے کہا۔ بیس منٹ کے اندر ہی اندر ہتھکڑیوں کا ایک جوڑا اپنے آفس سے منگوا لو۔

اوہ۔۔۔۔۔ فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور عمران جھنجھلا کر بولا۔ وقت برباد نہ کرو۔

فیاض نے اپنے کسی ماتحت کو ہتھکڑیوں کے لیے فون کیا۔۔۔۔۔ اور عمران کو گھورنے لگا۔ عمران اس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔ اب خان دلا و کو فون کرو وہ نجیب اور ڈاکٹر جبین کو لیکر

۔۔۔ اگر پہلے میں نے کبھی اسکے بجائے کسی مجرم سے شادی کر لی ہو تو مجھے بتاؤ۔ فیاض صرف مسکرا دیا۔



عمران کے دودن بڑی مصروفیتوں سے گزر رہے اور فلیٹ میں اسکی شکل نہیں دکھائی دی وہ زیادہ تر سڑکوں کے ٹیلیفون بوتھوں سے اپنے ماتحتوں کو ہدایات دیتا رہتا تھا۔ دوسری طرف فیاض کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی کئی بار عمران کے فلیٹ کے چکر لگا رہا تھا بہر حال وہ پچھلی ملاقات کی چوتھی صبح عمران کو جالینے میں کامیاب ہو گیا اسے توقع تھی کہ صبح ہی پہنچ جانے پر وہ عمران کو پاسکے گا۔

عمران پر نظر پڑتے ہی برس پڑا۔

یار تم خواہ مخواہ ذلیل کر رہے ہو۔ ایک کی موت میری آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی اور دوسری کی اطلاع بھی سب سے پہلے مجھے ہی ملی تھی۔ اب ایک طرف دلا و رہا ہے اور دوسری طرف تمہارے ابا جان کیونکہ ڈاکٹر سیفی ان کا کلاس فیلو بھی رہ چکا ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ تم اس سے ملنے گئے تھے اور مجھے اس کے قتل کی اطلاع بھی تم ہی سے ملی تھی۔

مار ڈالا۔ عمران دردناک آواز میں بولا۔ اب پھر ٹل گئی میری شادی دس پندرہ برس کے

مئی۔ عمران نے کسی روہانے بچے کی طرح ہانک لگائی۔
 ٹھیک دس بجے فیاض اور عمران چنگیزی کی اسٹڈی میں داخل ہوئے۔ اور نجیب عمران کو
 دیکھ کر اچھل پڑا۔۔۔ ڈاکٹر جبین کی پیشانی پر بھی شکنیں نظر آنے لگیں۔ ویسے اس وقت عمران
 کی احمقانہ مسکراہٹ سبھی کو غصہ دلا سکتی تھی۔
 بیگم چنگیزی کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔
 فیاض اور عمران تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ پھر فیاض نے بیگم چنگیزی سے کہا۔
 میں ذرا چنگیزی صاحب کی خواب گاہ دیکھنا چاہتا ہوں؟۔
 جی؟۔ بیگم چنگیزی اس طرح چونک پڑی جیسے دوسروں کی موجودگی سے بے خبر رہی ہو۔
 میں چنگیزی صاحب کی خواب گاہ دیکھنا چاہتا ہوں؟۔
 خواب گاہ۔ وہ اس طرح بولی جیسے خواب ہی دیکھ رہی ہو پھر چونک کر بولی۔ مجھ میں اتنی
 ہمت نہیں ہے کہ اب وہاں کبھی جاسکوں۔ میرے خدا۔۔۔ آپ جانیے، میں کھلوائے دیتی
 ہوں۔
 آپ سے مجھے وہاں کئی باتیں کرنی ہیں جو چنگیزی صاحب کی ذات سے تعلق رکھتی
 ہیں۔ مثلاً خواب گاہ میں وہ کہاں بیٹھتے تھے۔ کس طرح لیٹتے تھے۔ بہتیری باتیں خواب گاہ کی
 پجوشن ہی دیکھ کر پوچھی جاسکتی ہیں۔ اگر آپ کسی قسم کی کمزوری محسوس کر رہی ہوں تو اپنے ان
 دوستوں کو بھی ساتھ لے چلئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ مسسز چنگیزی نے خان دلاور کی

چنگیزی کی کوٹھی میں پہنچ جائے مگر احتیاط رکھے کہ نجیب یا ڈاکٹر جبین کو کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے
 ۔۔۔ اگر نجیب ہاتھ سے نکل گیا تو نیچے کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔
 یار پتہ نہیں تم کیا کرنے جا رہے ہو؟۔
 جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کرو ورنہ پھر مجھ سے کوئی مطلب نہیں۔ نجیب تمہارے سامنے
 موجود ہے۔ اس کے خلاف ثبوت فراہم کرتے پھرو۔ بغیر ثبوت تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکو
 گے۔ کیونکہ وہ بھی اچھی پوزیشن کا آدمی ہے۔
 فیاض نے طوعا و کرہا دلاور کے نمبر ڈائیل کرتے ہوئے عمران سے پوچھا۔ کس وقت پہنچنا
 ہے؟۔
 دس بجے۔ عمران نے کہا۔
 فیاض نے خان دلاور سے رابطہ کیا اور عمران کے کہے ہوئے جملے دہرائے۔ عمران نے
 محسوس کیا کہ گفتگو طویل ہوتی جا رہی ہے۔ فیاض یہی کہتا رہا۔ ابھی کچھ نہیں بتاؤں گا ان دونوں
 کو لیکر وہاں پہنچ جاؤ۔۔۔ دس بجے تک میں وہیں آؤں گا۔ بھی محض تمہاری خاطر میں نے یہ
 درد سر مول لی ہے ورنہ اس قسم کے خرچے تو مہینوں چلتے ہیں۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔
 ہم دس بجے پہنچ رہے ہیں۔ لیکن ایک بار پھر سنو۔ نجیب کے معاملے میں کافی محتاط رہنا۔ اس
 کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا۔
 کچھ تو بتا دو مردود۔۔۔ وہ دانت پیس کر عمران کو گھونسنہ دکھاتا ہوا بولا۔

Released on 2008

Page 55

۔۔۔۔۔ میرا ہی نہیں بلکہ ہر شہری کا فرض ہے کہ اگر اس کا باپ بھی قانون شکنی کرے تو اسے بھی قانون کے حوالے کرنے سے نہ ہچکچائے۔

تم پاگل ہو گئے ہو۔ دفعتا خان دلاور نے قہقہہ لگایا۔

تمہارا سیکرٹری میری قید میں ہے۔ خان دلاور۔ اور وہ ٹرینڈ بندر بھی جال میں پھنسا لیا گیا ہے جو تمہارے خطوط بیگم چنگیزی تک لایا کرتا تھا۔

فیاض نے مڑ کر چنگیزی کی طرف دیکھا جو فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر جبین اور نجیب اسے پیچھے ہٹا لائے تھے اور اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

بکواس جاری رکھو۔ دلاور مسکرایا۔ کیا تم میرے خلاف کوئی ثبوت مہیا کر سکو گے؟
ایک نہیں درجنوں۔ تم شاید اسے مذاق سمجھے ہو کہ ضخیم میری قید میں ہے؟
عمران، اگر تم سنجیدہ ہو تو جلد بازی سے کام نہ لو۔۔۔۔۔ ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔

اس وقت میں اپنے باپ کے مشورے پر بھی عمل نہیں کر سکتا۔ خان دلاور کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔

میں کہتا ہوں ریوالور مجھے دو۔ فیاض کو غصہ آ گیا۔

فیاض کیوں شامت آئی ہے۔ اس وقت تم میری اتھارٹی کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ عمران غرایا۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی گرفتاری کا سہرا

۔۔۔۔۔ ہٹو۔

ہٹ جاو خان دلاور۔ دفعتا عمران گر جا۔ اس کا لہجہ بے حد خونخوار تھا۔ فیاض بوکھلا کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور پھر اس نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں کیونکہ وہ عمران کے ہاتھ میں ریوالور بھی دیکھ رہا تھا۔

کیا مطلب؟۔ خان دلاور آنکھیں نکال کر بولا۔

اگر یہ مرنا ہی چاہتی ہیں تو انہیں مرنے دو۔ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ عمران نے کہا اور بقیہ لوگوں سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

ایسے سنجیدہ مواقع پر مذاق کرنا چھوڑا پن ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ خان دلاور آپے سے باہر ہو گیا۔

کھیل ختم ہو چکا ہے بیٹے۔ اپنے ہاتھ ہتھکڑیوں کے لیے پیش کر دو۔

کیا؟۔ ہر ایک کی زبان سے بیک وقت نکلا۔

ڈاکٹر جبین۔۔۔۔۔ اور مسٹر نجیب۔۔۔۔۔ تم دونوں بیگم چنگیزی کو پیچھے ہٹالو۔ عمران نے کہا۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا؟۔ فیاض دباڑا۔

میں اس وقت صرف ڈیفنس منسٹر کو جواب دہ ہوں فیاض صاحب۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ تم ان معاملات میں دخل نہ دو۔ دلاور تم سے زیادہ میرا دوست ہے۔ لیکن میرا فرض

آپ تو نہ جانے کیا نکلے جناب؟۔ نجیب بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
اگر نہ نکلتا تو تم اور ڈاکٹر بڑی مصیبت میں پڑ جاتے۔ کیونکہ اس نے تمہیں پھنسانے کی
کوشش کی تھی ڈاکٹر کی سرینج یاد ہے نا تمہیں؟۔
اچھی طرح۔

کیا آپ مجھے معاف کر دیں گے جناب؟۔ ڈاکٹر جبین نے خجالت آمیز لہجے میں کہا۔
میں نے اکثر آپ کی توہین کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر میں کیا کرتی آپ اب وہ تو معلوم
ہی نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ زمین وہ آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔

دفعۃً عمران کے چہرے پر پھر حماقت آمیز سنجیدگی طاری ہو گئی جس میں غمزہ کی بھی ہلکی
سی جھلک پائی جاتی تھی۔

آچلیس سو پر فیاض۔ اس نے فیاض کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جبین سے بولا۔
مسز چنگیزی کا خیال رکھئے گا۔ ہم ابھی پھر واپس آئے گے۔ ہماری واپسی سے قبل انہیں ان
واقعات کا علم نہ ہونے پائے جو ابھی پیش آئے ہیں۔



تھوڑی دیر بعد عمران کی کار سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی اس کے ساتھ کیپٹن فیاض بھی تھا۔

قدرتی بات ہے سو پر فیاض، اگر چاروں لکیریں اچانک تمہارے سامنے آئیں تو تم اس
ابھری ہوئی لکیر پر انگلی پھیرے بغیر نہ رہ سکو گے۔ لیکن جہاں تم نے انگلی پھیری تمہاری بیوی بھی
بلبلاتی رہ جائے گی۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہے گی کہ اس شوہر نامراد کو الیکٹرک شاک لگا تھا۔
مگر ٹھہرو۔۔۔ میری کونسی بیوی بیٹھی ہوئی ہے جو بلبلاتی پھرے گی اس لیے یہ دیکھو۔

اس نے لکیر کی طرف انگلی بڑھائی اور ڈاکٹر جبین نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ لیکن
پھر خفیف ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔ عمران نے مسکرا کر فیاض کو آنکھ ماری اور آہستہ سے بولا۔ تم انگلی
پھیر کر دیکھو اگر مر جاؤ تو دس ہزار ہاروں گا۔ کبھی نہیں مر سکتے۔ کیونکہ یہ لکیریں تو پچھلی رات میں
نے بنائی تھیں۔۔۔۔۔ یہ دیکھ۔ اس نے ابھری ہوئی لکیر کو چٹکی سے پکڑ کر دیوار سے الگ کر لیا
۔ یہ سچ مچ ربڑ کی ایک ٹکلی تھی۔

فیاض نے برا سا منہ بنایا۔ تم نے باقاعدہ طور پر جال بچھایا تھا۔ وہ ان لکیروں کی طرف
بڑھی تھی اور وہ بے ساختہ اس پر جھپٹ پڑا تھا کہ اسے لکیروں تک پہنچنے سے روک دے۔ مگر یہ تو
کوئی بات نہ ہوئی۔ میرا دعویٰ ہے کہ تم اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ بہم پہنچا سکو گے۔

ابھی ایک ایسا آدمی باقی ہے سو پر فیاض۔ جسے میں اعانت جرم کے الزام میں تمہارے
سپر د کروں گا۔

کون؟

خان دلاور کا سیکرٹری ضغیم۔

کے پاس بھجوائے تھے اس کا علم انہیں نہ ہوسکا۔ مجرم آفیسر نے اپنی زبان بالکل بند کر لی تھی۔ مجھے اس واقعہ کا علم تھا۔ لہذا جب وہ بندر میرے سامنے آیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کس کا ہوسکتا ہے تو میں نے اس کی اطلاع منسٹری آف ڈیفنس کو دی اور وہاں سے مجھے خان دلاور کی گرفتاری کا اجازت نامہ مل گیا۔

آخر یہ تمہیں دھڑا دھڑا اجازت نامے کیسے مل جاتے ہیں؟۔ فیاض نے کہا لیکن عمران نے اس کا جواب نہیں دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر سیفی کی کہانی دہرا رہا تھا۔ اس کے مکان میں میں نے چیپٹر فیلڈ سگریٹ کے آدھ جلمکڑے دیکھے تھے۔ یہ خان دلاور ہی کا برانڈ تھا۔ وہ یہی سگریٹ پیتا ہے اور آدھے سگریٹ سے زیادہ نہیں پیتا۔ پھر عادتاً اسے بھجا کر پھینکتا ہے۔ جلتا ہی ہوا نہیں پھینک دیتا اگر وہ کسی ایسی جگہ ہو جہاں سگریٹ کا جلتا ہوا ٹکڑا بھجانے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو وہاں اپنا پیرا اٹھا کر اسے جوتے کی ایری سے نہیں رگڑتا ہے۔ جب بجھ جاتی ہے تب ہی پھینکتا ہے۔ نہ زمین پر پھینک کر جوتے سے رگڑتا ہے۔ اور نہ جلتا ہوا پھینکتا ہے۔ یہ اس کی بہت پرانی عادت ہے۔ عادت ہی ٹھہری جو کسی حال میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اچھا تو وہ میرے پہنچنے سے کچھ دیر قبل اس مکان میں موجود تھا۔ لیکن تنہا نہیں اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ اس کا اندازہ میں نے دو مختلف سائیز کے پیروں کے نشانات سے لگایا تھا۔

دوسرا کون تھا؟۔

عمران کو تو توقع تھی کہ چوہان نے ضخیم کوسکیرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل سے اس کے فلیٹ میں منتقل کر دیا ہوگا۔

اب کہاں گھسیٹ رہے ہو؟۔ فیاض نے پوچھا۔

گھر چل رہے ہیں پیارے۔ آخر تم بور کیوں ہو رہے ہو؟۔

تمہاری آج کی حرکت ہمیشہ یاد رہے گی اگر تم نے مجھے دھوکے میں نہ رکھا ہوتا تو شاید میں اس کے ہتھکڑیاں لگا بھی دیتا۔ مگر اچانک اور غیر متوقع طور پر وہ ذہنی جھٹکا میرے لیے اعصابی اختلال کا باعث بن گیا تھا۔۔۔ آہا۔۔۔ مگر یہ بتاؤ کہ آخر یہ منسٹری آف ڈیفنس کہاں سے آکودی تھی؟۔

خان دلاور ایک ایسے بندر کا مالک تھا جس کی تلاش میں منسٹری آف ڈیفنس کی سیکرٹ سروس بہت دنوں سے سرگرداں تھی۔ یہ ایک اعلیٰ پیمانے پر ٹرینڈ بندر ہے۔ خان دلاور اس سے عموماً پیغام رسائی کا کام لیا کرتا تھا۔ ادھر ایک ملٹری آفیسر پر شبہ کیا جا رہا تھا کہ وہ کسی غیر ملک کا ایجنٹ ہے۔ ملٹری کی سیکرٹ سروس اس کے پیچھے تھی۔ اچانک ایک دن سیکرٹ سروس کے ایک ممبر نے اس کے پاس ایک بندر دیکھ لیا جو اس کے باغیچے کے ایک درخت سے اتر اٹھا اور اس کی طرف نیلے رنگ کا بڑا سا لفافہ بڑھا رہا تھا۔ ملٹری آفیسر اسی وقت حراست میں لیا گیا مگر بندر نکل بھاگا۔ لفافے سے جو کاغذات برآمد ہوئے تھے۔ وہ اس کے ثبوت کے لیے کافی تھے کہ وہ کسی دوسرے ملک کے لیے منجری کر رہا ہے۔ مگر بندر کس کا تھا اور کاغذات کس نے اس

نے مجھے بھی ختم کر دینے کی کوشش کی تھی کپتان صاحب۔ مجھے زہر دلوایا تھا۔ اگر عمران صاحب فوراً ہی میری خبر نہ لیتے تو میں اس وقت بیان دینے کے لیے زندہ نہ ہوتا۔

فیاض نے کچھ پوچھنا چاہا۔ لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ زہر والا واقعہ میں تمہیں بتاؤں گا لیکن انہیں اپنے طور پر بیان دینے دو۔

فیاض خاموش ہی رہا۔ ضغیم نے دو چار گہری گہری سانسیں لیں اور بولا۔ میں دلاور کی ملازمت کرنے سے پہلے ڈاکٹر سیفی کی لائبریری کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ڈاکٹر موجودہ کوٹھی کے بجائے یونیورسٹی ایریا کی ایک عمارت میں رہتے تھے۔ چونکہ وہاں تنخواہ کم تھی۔ اور میرے حوصلے بلند تھے اس لیے میں نے ڈاکٹر کی ملازمت ترک کر دی اور کسی طرح خان دلاور تک آ پہنچا۔ ایک دن خان دلاور نے مجھ سے پوچھا کہ ڈاکٹر سیفی کی لائبریری میں الیکٹرک سٹی کے موضوع پر کتابیں ہیں؟ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہاں سینکڑوں تھیں۔ الیکٹرک سٹی ڈاکٹر کا پسندیدہ موضوع تھا اور وہ ضرورت پڑنے پر کتابیں مجھ ہی سے نکلوا کرتا تھا۔ خان دلاور نے شو برٹ کی کتاب البرق کے پہلے ایڈیشن کا تذکرہ چھیڑ دیا میں نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر کے یہاں وہ کتاب تھی اس نے اسے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں تھی کہ اس کا اشتیاق پورا نہ ہو سکتا۔ میں اسے اپنے ساتھ ڈاکٹر کے یہاں لے گیا تھا۔ اور اسے وہ کتاب دکھائی تھی۔ خود مجھے اس موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔۔۔۔ کچھ ہی دنوں بعد خان دلاور مجھ پر اعتماد کرنے لگا۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا کسی نہ کسی پر تو اعتماد

اس کا سیکرٹری ضغیم تھا۔

تو یہ چنگیزی بھی غیر ملکی سراغ رسانی کے جرم میں ملوث تھا؟۔

نہیں، اس کا قتل تو دولت اور عورت کی ہوس کا نتیجہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد اس کا ترکہ مسز چنگیزی ہی کو ملتا ہے۔ اور پھر کوشش ہوتی کہ وہ خان دلاور سے شادی کر لے لیکن یہ طے ہے کہ خان دلاور ایک غیر ملکی ایجنٹ بھی ہے۔ کچھلی رات سیکرٹ سروس والوں نے اس کی دیہی کوٹھی سے کچھ ایسے کاغذات برآمد کر لیے ہیں جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنگیزی کے قتل کی کہانی تو تم ضغیم ہی سے سننا۔ اور پھر سوچنا کہ اس نے تمہیں اس بار جشن میں کیوں مدعو کیا تھا۔ وہ تمہاری موجودگی میں ایک بہت بڑا جرم کر کے صاف نکل جانا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ میں پہنچ گئے۔ ضغیم وہاں موجود تھا۔ اور اس کی حالت اچھی نہیں نظر آ رہی تھی۔ چہرہ زرد تھا اور آنکھوں کے گرد سیاہ رنگ کے حلقے دکھائی دیتے تھے۔

کیا رہا جناب؟۔ اس نے چھوٹے ہی پوچھا۔

ٹھکانے لگا آئے۔ عمران مسکرایا۔

خس کم جہاں پاک۔ ضغیم کی آواز لرز رہی تھی۔

ہاں۔۔۔۔۔ دوست، یہ سو پر فیاض تمہارا بیان لینا چاہتے ہیں۔ اور تمہیں یقین ہونا چاہئے کہ تم سلطانی گواہ بنا کر چھوڑ دیئے جاو گے۔

اگر نہ بھی چھوڑا جاؤں تو مجھے افسوس نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ایک احسان فراموش کتا تھا۔ اس

نے دیہی کوٹھی کے سالانہ جشن کے دعوت نامے تقسیم کرائے۔ مسٹر اور مسز چنگیزی بھی مدعو تھے۔ دراصل س نے انہیں اسی لیے مدعو کیا تھا کہ چنگیزی کوٹھکانے لگا دے۔ لہذا وہی ہوا۔ چنگیزی پر اسرار طور پر ہلاک ہو گیا۔ سو پر فیاض کو تو وہ اس سلسلے میں طفل مکتب سے زیادہ نہیں سمجھتا تھا۔ البتہ عمران صاحب کی وجہ سے اسے تشویش تھی وہ انہیں خطرناک سمجھتا تھا۔ لیکن جب سے شہر سے واپس آئے۔ تو اس نے ان کے گلے میں کیمرہ لٹکتے دیکھ کر خوب قہقہے لگائے اور مجھ سے کہا دیکھو ہوزیروز یرو سکس کا ٹرانسمیٹر لایا ہے۔ میں نے کہا تو پھر اسے الو بنایا جائے۔۔۔۔ اس نے پوچھا کیسے؟ میں نے کہا کہ ٹرانسمیٹر استعمال ہی کے لیے لایا گیا ہے وہ

اسے یقیناً استعمال کرے گا۔ کیوں نہ ہم اس فری کوئینسی کے کسی ٹرانسمیٹر کے ذریعے اسے پریشان کریں۔ پھر رات کو جب آپ عقبی پارک میں گئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کسی سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کریں گے۔ میں نے بھی اسی فری کوئینسی کا ایک ٹرانسمیٹر سنبھال لیا۔ اور دو مختلف آوازوں میں بولنے لگا۔ میں دراصل آپ کو غلط راستے پر ڈالنا چاہتا تھا کہ یہ قتل کسی ایسے آدمی کے ایما پر ہوا ہے جو اس کوٹھی سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن اس کا کوئی نہ کوئی مددگار کوٹھی میں موجود ہے پھر کسی عورت کی آوازن کر میں خاموش ہو گیا اور آپ نے اس عورت کو خاموش رہنے کی ہدایت کر دی تھی۔۔۔۔ کچھ بھی ہو۔ مجھے بے حد پریشانی ہوئی چنگیزی بے گناہ مارا گیا۔ خود وہ بھی مطمئن نہیں تھا اب اسے فکر تھی کہ کہیں بیگم چنگیزی آپ لوگوں کو بندر کی کہانی نہ سنانے بیٹھ جائیں۔ وہ انہیں اس سے روکنا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے مورنیکا کا انجکشن دے

کرنا ہی پڑتا، کیونکہ بہتیرے کام وہ تنہا نہیں کر سکتا تھا۔ مگر ان میں رازداری شرط تھی۔ ایک تو اس بندر کی نگہداشت ہی تھی جو اس نے کلی طور پر میری سپرد کر دی تھی۔ میرے علاوہ اور کسی کو اس بندر کے متعلق نہیں معلوم تھا۔ اسے حیرت انگیز طور پر تربیت دی گئی تھی۔ وہ آدمیوں کی طرح فائرنگ کر سکتا تھا۔ لیکن شاید مسز چنگیزی کو آج بھی معلوم نہ ہو کہ خطوط لکھنے والا کون ہے۔ وہ ان خطوط پر اپنا نام نہیں ڈالتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس طرح وہ ایک پر اسرار آدمی کی حیثیت سے اس کے دل میں گھر کر لے گا۔ اور پھر جب ضرورت پڑے گی تو اس پر ظاہر بھی کر دے گا۔ چونکہ وہ اس کے متعلق بہت زیادہ سوچ چکی ہوگی۔ اس لیے اسے قبول کر لینے میں اسے ہچکچاہٹ بھی نہ محسوس ہوگی۔ اس صورت میں بے تحاشہ اس پر گرے گی۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا۔ کہ عورت اس قسم کی جانور ہے۔۔۔۔۔۔ مگر میں سوچتا تھا کہ وہ موقع کون سا ہوگا۔ جب وہ اسے قبول کرنے کے لیے غور کرے گی۔ ظاہر ہے کہ اس کی دو ہی صورتیں ہی ہو سکتی تھیں۔ یا تو چنگیزی مرجاتا یا وہ اس سے طلاق لے لیتی۔ چند ہی

دنوں بعد چنگیزی کو اس پیغام رساں بندر کا علم ہو گیا اور مسز چنگیزی نے وہ سارے خطوط بھی اس کے حوالے کر دیئے۔ اب وہ اس بندر کو ختم کر دینے کے درپے ہو گیا۔ دن بھر رائفل اور دوربین لیے چھت پر ٹہلتا رہتا۔۔۔۔۔۔ ایک دن خان دلاور کہنے لگا۔ شاید چنگیزی کو مجھ پر شک ہے۔ کیونکہ اس نے بندر اور خطوط کا تذکرہ میرے علاوہ اور کسی سے نہیں کیا۔ خیر اگر اسے شبہ ہی ہو گیا ہے تو اس کے لیے اسے بھگتنا ہی پڑے گا۔ پھر کچھ دنوں بعد اس

تو نہیں لاسکا تھا لیکن صفحات ضرور پھاڑ لایا تھا۔ پھر اسے اختلاج نے گھیرا اور وہ سوچنے لگا کہ ممکن ہے کہ آج ہی عمران صاحب وہاں جائیں۔ وہ کتاب نکلوائیں اور جب اس میں وہ اوراق نہ ملیں۔ تو سیفی سے ان کے متعلق پوچھ گچھ کریں اور سیفی انہیں بتا دے کہ آج کس نے وہ کتاب نکلوائی تھی۔ لہذا سیفی ہی کو کیوں نہ قتل کر دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ چنگیزی کے قتل نے اس کی عقل ہی سلب کر لی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ کون کرتا ہے جتنا اس نے عمران صاحب کے متعلق سوچ ڈالا تھا۔

عمران صرف مسکراتا رہا کچھ بولا نہیں۔ فیاض نے اس سے پوچھا۔ کیا مسسر چنگیزی کو اب تک علم نہیں ہو سکا کہ بندر کا مالک کون تھا۔

جی نہیں۔۔۔۔۔ ابھی تک اور پھر اس نے مجھے بھی زہر دے دیا۔۔۔۔۔ ورنہ پہلے تو اس نے مجھے کروڑ پتی بنا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ کہا تھا کہ میں تو صرف اس عورت کو حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنگیزی کی دولت سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے میں تمہیں اس کی املاک کا اور کاروبار کا مختار بنا دوں گا۔ زندگی بھر عیش کرنا۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے کوٹوالی فون کر کے پولیس کا مطلب کی اور ضخیم کوکوٹوالی بھجوا دیا۔ عمران نے فیاض کو روک لیا تھا۔

ہاں سو پر فیاض۔ دلاور نے نہیں بلکہ میں نے زہر دیا تھا۔ چونکہ۔۔۔۔۔ نہیں پیارے اگر یہ نہ کرتا تو فرشتے بھی اتنا شاندار گواہ نہ پاسکتے۔ میں نے چاروں

کر اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بندر ہی کے متعلق بتانے کے لیے کپتان صاحب کو بلوایا ہو۔ دوسرے دن کوٹھی خالی ہو گئی۔ سب شہر چلے آئے۔ اسی دن رات کو اس نے مجھے ساتھ لیا اور چل پڑا۔ پھر تھوڑی دیر بعد گاڑی سیفی کی کوٹھی کے عقبی پارک کے قریب والی سڑک پر روکی اور وہ خود اتر گیا مجھ سے کہہ گیا کہ میں ابھی آتا ہوں جیسے ہی میں واپس آؤں۔۔۔۔۔ گاڑی بہت تیزی سے نکال لے جانا۔۔۔۔۔

میں وہیں پر بیٹھ گیا اور وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر واپس آ گیا اور پھولی ہوئی سانسوں سے بولا کہ جلدی چلو۔ دیہی کوٹھی۔ سنسان راستوں سے چلو۔ کوٹھی پہنچ کر میں نے اس کے ہاتھوں اور کپڑوں پر خون کے دھبے دیکھے۔ تب س نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر سیفی کو قتل کر آیا ہے۔ محض عمران صاحب کے خوف سے میں نے وضاحت چاہی۔ اس نے بتایا کہ ہو سکتا ہے عمران صاحب کو بھی شو برٹ کی کتاب کا علم ہو کیونکہ وہ بھی سائنس کے ڈاکٹر ہیں۔ دراصل عمران صاحب کا خوف اس پر مسلط ہو گیا تھا۔ لیکن کبھی کبھی وہ کہتا تھا۔ ارے وہ بھی اپنا یار ہی ہے منالیں گے اگر ضرورت پڑی۔ میں نے پوچھا آخر شو برٹ کی کتاب کیوں؟ تب اس نے بتایا کہ ایک نسخہ کے ذریعے اس نے چنگیزی کو ختم کیا تھا۔۔۔۔۔ میں نے کہا تو بے چارے کو کیوں مار ڈالا۔ شاید اسے یاد بھی نہ رہا ہو کہ آپ نے کبھی وہ کتاب اس کے یہاں جا کر دیکھی تھی۔ پھر وہ کھلا کہ اسی صبح ایک خوبصورت یوریشین لڑکی ساتھ سیفی کے یہاں گیا تھا کہ یا تو وہ کتاب ہی وہاں سے اڑا لائے یا کم از کم وہ صفحات نکال لائے جن پر وہ نسخہ تحریر تھا۔ کتاب

تمام شد